الحمد لله اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسوله الشفیق اما بعد فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول الله ﷺ وعلی الك و اصحابك یا حبیب الله ﷺ

شرح

اس کتاب میں ہے

☆...مترجم کا تعارف ☆...مصنف کا تعارف ☆...عبارت مع اعراب ☆... سلیس اردو ترجمہ ☆...راویوں کے حالات

مصنف

شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

مترجم

مولانا محمد شفیق خان عطاری المدنی فتحپوری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	الاربعین النوویہ
مصنف	:	شیخ الاسلام الحافظ الامام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی (علیہ الرحمۃ)
شرح	:	شفیقیہ
مترجم	:	مولانا محمد شفیق خان عطاری المدنی فتحپوری
کمپوزنگ	:	مولانا محمد شفیق خان عطاری المدنی فتحپوری
بارِاوّل	:	۲۰۱۸
صفحات	:	70
ناشر	:	مکتبۃ السنہ (آگرہ یوپی الہند)

پتہ: : (نزد فیضانِ مدینہ، تاج نگری فیس ۲ تاج گنج آگرہ یوپی الہند

Pin code: 282001

Mb: 7251028540

Mb: 8808693818

فہرست

مترجِم کا تعارف

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلِیْ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش ۱۰ جون ۱۹۸۶ء ہے۔

مولانا نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن ۲۰۰۰ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر ۴ سال قیام کیا پھر ۲۰۰۴ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور ۲۰۰۶ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریا کوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی، ۲۰۱۴ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں چلنے والی علمِ صرف کی کتاب بنام مراح الارواح کی اردو شرح بنام **شفيق المصباح** تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

موصوف کی تصنیف:

☆...مافعل اللہ بک (حصہ اول) ☆...مافعل اللہ بک (حصہ دوم) ☆...مافعل اللہ بک (حصہ سوم)

☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ اول موضوع عقائد کی حکمتیں ☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ دوم موضوع پانچ نمازوں کی حکمتیں

☆...شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ ☆...شفیق المصباح شرح مراح الارواح ☆...شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ اول)

☆...شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ دوم) ☆...کیا حال ہے؟ ☆...قرآنی سورتوں کے مضامین

☆...موت کے وقت ☆...امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات ☆...صرف کے دلچسپ سوالات

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا تعارُف

نام ونسب:

کنیت: اَبُوزَکَرِیَّا۔ لقب: مُحیُ الدِّین۔ نام: یحییٰ بن شَرَف بن مُری بن حسن بن حسین بن حِزَام بن محمد بن جُمعہ الحِزامی نَوَوِی حَوْرانی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی۔

وِلادت باسعادت وپرورش:

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی ولادت باسعادت مُحَرَّمُ الحَرَام کے درمیانی عشرے میں ۶۳۱ ہجری میں دِمَشْق کے ایک علاقے حَوْرَان سے متصل ایک بستی نَوٰی میں ہوئی۔ اسی وجہ سے آپ نَوَوِی کہلائے آپ کے آباء واَجداد حِزَام سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہو گئے تھے۔

تعلیم وتربیت:

شیخ یاسین یوسف مَرَّاکُشِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے پہلی مرتبہ یَحْیٰی بن شَرَف نَوَوِی کو اس وقت دیکھا جب وہ تقریباً دس برس کے تھے۔ بچے انہیں اپنے ساتھ کھیلنے کے لئے بُلا رہے تھے لیکن وہ کھیلنے کو تیار نہ تھے۔ جب بچوں نے زبردستی کی تو وہ روتے ہوئے قرآن پڑھنے لگے۔ میں نے یہ حالت دیکھی تو ان کے استاد سے ملاقات کی اور کہا: اس بچے پر خصوصی توجہ دیجئے! امید ہے کہ یہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم وزاہد بنے گا اور لوگ اس سے فیضیاب ہونگے۔ یہ سن کر استاد نے کہا: کیا تم نجومی ہو؟ (جو آیندہ کی خبر دے رہے ہو) میں نے کہا: میں نجومی نہیں ہوں بلکہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے کہلوایا میں نے وہی کہا ہے۔ اس کے بعد استاد ان کے والد صاحب سے ملے اور انہیں (امام) نووی کے متعلق بتایا تو انہوں نے اپنے فرزند کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دی۔ اور اس بات کی شدید حرص کی کہ میرا بیٹا بالغ ہونے سے پہلے پہلے قرآن کریم ناظرہ ختم کر لے اور پھر واقعی امام نووی نے بالغ ہونے سے پہلے ہی ناظرہ قرآن پاک ختم کر لیا۔

راہِ علم میں مشقتیں:

آپ 659 ہجری میں دِمشق آئے اور یہاں شافعی مذہب کی کتاب (تَنْبِیْہ) ساڑھے چار ماہ میں حفظ کر لی اور شافعی مذہب کے بقیہ مسائل کی کتب اسی سال کے بقیہ حصہ میں پڑھیں۔ آپ دن رات میں مختلف علوم وفنون کے بارہ (۱۲) اسباق مختلف اساتذہ سے اچھی طرح سمجھ کر پڑھتے۔ زمانہ طالب علمی میں اس قدر مشقت برداشت کی کہ دو سال تک آرام کے لئے پہلو زمین پر نہ لگایا۔

زُہد وتقوی:

آپ صرف ایک مرتبہ عشاء کے بعد تھوڑا سا کھانا کھاتے اور سحری کے وقت صرف پانی پیتے۔ برف کا ٹھنڈا پانی نہ پیتے حالانکہ وہاں کے لوگوں میں اس کا عام رواج تھا۔ آپ نے بالکل سادہ زندگی گزاری، بہت سادہ موٹا لباس پہنتے۔ دمشق کے پھل کبھی نہ کھاتے، جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ یہاں کے اکثر باغات اوقاف اور ان اَملاک سے متعلق ہیں جن میں ہر کسی کو تصرف کی اجازت نہیں ہوتی اور یہ پھل شبہ سے خالی نہیں ہوتے پھر میرا دل کیسے گوارہ کر سکتا ہے کہ میں انہیں کھاؤں۔

عَلَّامَہ رَشِیْدُالدِّین حَنْفِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: جب میں نے امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو دیکھا کہ دُنیوی آسائشوں سے بالکل دور رہتے اور

انتہائی سخت مُجاہَدات کرتے ہیں تو میں نے ان سے کہا: مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ ایسی بیماری میں مبتلانہ ہو جائیں جو آپ کو دینی خدمات سے روک دے۔ آپ نے فرمایا: فلاں شخص نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اتنی عبادت کی کہ اس کی ہڈیاں خشک ہو گئیں۔ یہ سن کر میں سمجھ گیا کہ انہیں ہماری دنیا سے کوئی غرض نہیں۔ اِنہیں اِن کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔ جب آپ کے پاس کوئی اَمرَد (خوبصورت لڑکا) پڑھنے کے لئے آتا تو آپ منع کر دیتے۔ (تہذیب الاسماء، ۱۴)

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تین ایسی عظیم خوبیاں عطا فرمائی تھیں کہ اگر اُن میں سے کوئی ایک خوبی بھی کسی میں پائی جائے تو وہ اس لائق ہو کہ دور دراز سے سفر کر کے اس کی زیارت کی جائے۔ (۱) علم و عمل (۲) زُہد و تقویٰ (۳) اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَر (یعنی نیکی کی دعوت دینا اور برائیوں سے منع کرنا)۔

آپ حصولِ علم میں مشغولیت کے ساتھ ساتھ نوافل، مسلسل روزے، زُہد و وَرَع، عبادت و ریاضت میں اپنے استاد کی پیروی کرتے، استاد کے وصال کے بعد عبادت و ریاضت میں آپ کا اِشْتِغَال مزید بڑھ گیا تھا۔

خوفِ خدا:

اَبُوعَبْدُاللہ بِنْ اَبُوالْفَتْح حَنْبَلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے جامعِ دمشق میں امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو ایک ستون کے پیچھے اندھیرے میں انتہائی خشوع سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ پر غَم و حُزن کی کیفیت طاری تھی اور بار بار یہ آیتِ کریمہ پڑھ رہے تھے۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ (پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۲۴) ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں ٹھہراؤ، اُن سے پوچھنا ہے۔

ان کی درد بھری آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سن کر مجھے ایسی روحانیت نصیب ہوئی کہ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے۔

عاجزی واِنکساری:

آپ کی طبیعت میں عاجزی واِنکساری تھی۔ حُبِّ جاہ سے خوب بچتے تھے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے کہہ رکھا تھا کہ سب ایک ساتھ مل کر میرے پاس نہ آیا کرو کہیں طلباء کی کثرت کی وجہ سے میں حُبِّ جاہ میں مبتلانہ ہو جاؤں کیونکہ نفس تو لوگوں کے ہجوم سے خوش ہوتا ہے۔

لوگ بادشاہوں سے ملنا اپنے لئے بہت بڑا انعام سمجھتے ہیں۔ لیکن آپ اُمراء و حُکّام سے ہمیشہ دور رہتے۔ ایک مرتبہ آپ صحنِ مسجد میں درس دے رہے تھے اتنے میں اطلاع ملی کہ بادشاہ مسجد میں نماز کے لئے آرہا ہے آپ فوراً درس موقوف کر کے وہاں سے چلے گئے اور پھر پورا دن اس مسجد میں نہ آئے تا کہ بادشاہ سے ملاقات نہ کرنی پڑے۔

تختِ سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں　　بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

علمِ طِب کیوں چھوڑا؟

اِمام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے علمِ طِبّ کا شوق ہوا چنانچہ، میں نے اَلْقَانُوْن فِی الطِّبّ کتاب خریدی اور ارادہ کر لیا کہ اس علم میں خوب کوشش کرونگا۔ بس اسی دن سے میرے دل پر تاریکی چھاگئی اور کئی دن تک میری یہ حالت رہی کہ کسی بھی چیز میں دل جمعی نصیب نہ ہوتی۔ میں اس صورتِ حال سے بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ میری یہ حالت کس وجہ سے ہوئی ہے؟ پھر مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اِلہام ہوا کہ اس کا سبب مُرَوَّجَہ علمِ طِب میں تیری بے جا مشغولیت ہے پس میں نے فوراً وہ کتاب فروخت کر دی اور اپنے گھر سے ہر وہ چیز نکال دی جس کا تعلق طب سے تھا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا کہ میرا دل روشن

ہو گیا اور میری پہلی والی کیفیت لوٹ آئی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب　　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اِبلیس لعین کا حملہ :

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے بخار تھا اور میں اپنے والدین و دیگر احباب کے ساتھ سویا ہوا تھا۔ رات کے پچھلے پہر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شفا عطا فرمائی تو میں اپنے آپ کو پُر سکون محسوس کرنے لگا۔ پھر میں ذکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مصروف ہو گیا، کبھی کبھی میری آواز کچھ بلند ہو جاتی تھی۔ اتنے میں میں نے ایک خوبصورت بزرگ کو حوض پر وضو کرتے دیکھا وضو سے فراغت کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: میرے بچے! تو ذکرِ الٰہی موقوف کر دے کیونکہ اس طرح تیرے والدین اور دیگر گھر والوں کو تکلیف ہو گی۔ میں نے کہا: اے شیخ! تو کون ہے؟ کہا: اس بات کو چھوڑ کہ میں کون ہوں؟ بس میں تیرا خیر خواہ ہوں۔ یہ سن کر میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ ضرور ابلیس لعین ہے۔ میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھی اور پھر بلند آواز سے ذکر کرنے لگا۔ اب ابلیس لعین مجھ سے دور ہوا اور دروازے کی طرف چلا گیا۔ اتنے میں میرے والدِ محترم اور دوسرے لوگ جاگ گئے۔ میں دروازے کی طرف گیا تو اسے بند پایا، ہر طرف دیکھا لیکن مجھے وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ میرے والد صاحب نے پوچھا: اے یحیٰی، میرے بچے! کیا ہوا؟ میں نے صورتِ حال بتائی تو سب کو تعجب ہوا۔ اور پھر ہم سب مل کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے لگے۔

وقت کی قدر:

وقت کے قدر دان کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کبھی بھی اپنا وقت ضائع نہ کرتے تھے نہ دن میں نہ رات میں حتی کہ راستے میں آتے جاتے ہوئے بھی کسی کتاب کا مطالعہ یا تکرار جاری رکھتے۔ اس طرح آپ نے کئی سال تحصیلِ علم میں گزارے۔ آپ نے اوقات کی تقسیم بندی کی ہوئی تھی۔ تمام وقت خیر کے کاموں میں ہی صرف ہوتا تھا۔ تصنیف و تالیف، تدریس، نوافل، تلاوتِ قرآن، اُمورِ آخرت میں غور و فکر، اور اَمْرٌ بِالْمَعروف و نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے) کے لئے آپ کے اوقات مقرر تھے۔

وُسعتِ مطالعہ :

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے کثرتِ مطالعہ کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ کمال رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ﴿اَلْبَدْرُ السَّافِرِ وَتُحْفَۃُ الْمُسَافِرِ﴾ میں فرماتے ہیں: ایک مرتبہ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی مشہور کتاب اَلْوَسِیْط میں کسی مسئلے پر امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے میرا اختلاف ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم مجھ سے اس کتاب کے مسئلے میں جھگڑتے ہو جس کا میں نے چار سو مرتبہ مطالَعہ کیا ہے!

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا　　　سو بار کٹا جب عقیق تب نگیں ہوا

آپ نے علمِ فقہ ابو ابراہیم اسحاق بن احمد بن عثمان مَغرِبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے حاصل کیا آپ ان کا بہت زیادہ ادب و احترام کرتے۔ انہیں وضو و طہارت کے لئے پانی بھر کر دیا کرتے۔ آپ ان سے جو کتب پڑھتے زمانۂ طالب علمی میں ہی ان کی شرح لکھتے اور مشکل مقامات حل کرتے۔ جب استاد نے آپ کی علمی کوششیں اور دنیا سے بے رغبتی دیکھی تو آپ پر خصوصی شفقت فرمائی اور آپ کو اپنے حلقے کا مُعِیْدُالدَّرس بنا لیا۔ یعنی آپ استاد سے پڑھا ہوا سبق حلقے میں دُہرایا کرتے۔

امام نووی کی چند مشہور کُتُب:

(۱) ریاض الصالحین(۲) کتاب الاذکار(۳) شرح البخاری(۴) المنهاج شرح صحیح مسلم(۵)نکت التنبیه(۶)الایضاح فی مناسك الحج(۷)التبیان فی اٰداب حملة القراٰن(۸) تحفة الطالب النبیه(۹)تنقیح شرح الوسیط(۱۰)نکت علی الوسیط(۱۱) التحقیق(۱۲)مهمات الاحکام(۱۳) العمدة فی تسهیل التنبیه(۱۴)التحریر فی لغات التنبیه(۱۵)المنتخب(۱۶)دقائق الروضة(۱۷)طبقات الشافعیه(۱۸) مختصر الترمذی(۱۹)قسمة القناعة(۲۰) مناقب الشافعی(۲۱) التقریب فی علم الحدیث(۲۲)املاء حدیث انما الاعمال بالنیات(۲۳)مختصر مبهمات الخطیب(۲۴) شرح سنن ابی داؤد(۲۵) رؤوس المسائل(۲۶)الاصول و الضوابط(۲۷)الاربعین(۲۸)مختصر التنبیه(۲۹)المسائل المنثوره (۳۰)نکت المهذب(۳۱)المنهاج مختصر المحرر(۳۲)مختصر التبیان(۳۳)جزء فی الاستسقاء(۳۴) بستان العارفین (لم یتم) (۳۵)تهذیب الاسماء واللغات(۳۶)الخلاصة فی الحدیث(۳۷)الارشاد(۳۸)المجموع شرح المهذب(۳۹)جزء فی القیام لاهل الفضل -

بیماری پر صبر:

جب آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ حج کے لئے حَرَمَیْن طَیِّبَیْن روانہ ہوئے تو آپ کو بخار آ گیا جو عَرَفَہ تک جاری رہا لیکن اس شدید تکلیف کے باوجود آپ نے کبھی بھی بے صبری کا مظاہرہ نہ کیا۔ زیارتِ حَرَمَیْن طَیِّبَیْن کے بعد جب آپ دِمَشْق آئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ پر علم کی برسات فرمادی آپ کو دو مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

تعظیمِ اولیا:

امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام کا ذکر نہایت ادب و احترام اور تعظیم کے ساتھ کرتے اور ان کے فضائل و مناقب بیان فرماتے۔

متعلقین کے لئے خوشخبری:

ایک مرتبہ امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے رُفَقاء نے آپ سے عرض کی: بروزِ قیامت ہمیں بھول نہ جانا۔ آپ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے وہاں کوئی مقام و مرتبہ عطا فرمایا تو میں اس وقت تک جنت میں نا جاؤں گا جب تک اپنے جاننے والوں کو جنت میں داخل نہ کروالوں۔

باادب بانصیب:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے شیخ حضرتِ سَیِّدُنا کمال اِرْبِلِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ایک بار اپنے ساتھ کھانے کیلئے بلایا تو آپ نے عرض کی: یا سَیِّدِی! میری معذرت قبول فرمایئے کیونکہ میرے ساتھ ایک عذر ہے۔ شیخ نے معذرت قبول فرمالی۔ بعد میں کسی نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا عُذر تھا۔ فرمایا: مجھے خوف تھا کہ کھانے کے دوران شیخ کسی لقمے کو کھانے کا ارادہ فرمائیں اور لاعلمی میں، میں اسے کھا جاؤں۔ (اور یوں مجھ سے بے ادبی صادر ہو جائے) (لواقح الانوار القدسیة فی بیان العهود المحمدیة ص۴۱)

ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے کسی مالکی شخص نے بحث کی اور سختی سے پیش آیا مگر آپ نے کوئی جوابی کاروائی نہ کی۔ جب کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: اس کے امام میرے امام کے شیخ ہیں اس لئے اس کے ساتھ ادب سے پیش آنا اس کے امام کے ساتھ ادب سے پیش آنے کی مانند ہے۔ (المنن الکبری ۲۵۶)

اِمام نووی کی کرامات:

آپ کے والدِ محترم حضرتِ سَیِّدُنا شَرف بن مُری عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میرے بیٹے کی عمر تقریباً سات سال تھی رمضانُ المبارَک کی ستائیسویں شب وہ میرے ساتھ سویا ہوا تھا کہ اچانک اٹھ بیٹھا اور مجھے جگا کر کہا: اے میرے والد محترم! یہ نور کیسا ہے جس نے پورے گھر کو روشن کر دیا ہے؟ آواز سن کر سب گھر والے جاگ گئے لیکن ہم میں سے کسی کو بھی کوئی روشنی نظر نہ آئی۔ میں سمجھ گیا آج شبِ قدر ہے۔ (اور میرے بیٹے پر اس کی نشانی ظاہر ہو گئی ہے)۔

انوکھے درندے:

ملکِ شام کے گورنر نے جامع اُمَوی کے خزانے میں رکھی ہوئی کتابیں بِلادِ عجم میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے سختی سے منع فرمایا ۔ گورنر کو غصہ آ گیا اور اس نے آپ کو پکڑنا چاہا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کے فرش پر درندوں کی بنی ہوئی تصویروں کی طرف اشارہ کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت سے ان تصویروں نے اصلی درندوں کا روپ دھار لیا اور وہ انوکھے درندے گورنر پر حملے کے لئے تیار ہو گئے یہ دیکھ کر گورنر اور اس کے ساتھی وہاں سے بھاگ گئے پھر اس گورنر نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے معافی مانگی اور قدم بوسی کی۔ (المنن الکبری، ص۱۶۱)

مرض جاتا رہا:

شَیخ وَلِیُّ الدِّین اَبُوالْحَسَن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نِقرِس (یعنی پاؤں کے جوڑوں میں درد) کے مرض میں مبتلا ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور صبر کی تلقین کرنے لگے۔ جیسے جیسے وہ صبر کے متعلق بیان فرما رہے تھے میرا مرض دور ہو رہا تھا یہاں تک کہ درد بالکل ختم ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی برکت سے ہوا ہے۔

راتوں رات رَوَاحِیَہ سے مکہ مکرمہ:

مَدرَسہ رَوَاحِیَہ کے بَوّاب (چوکیدار) کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو مدرسے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ جب آپ دروازے کے قریب پہنچے تو دروازہ بغیر چابی کے خود بخود کھل گیا اور آپ باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے چلتا رہا۔ کچھ ہی دیر میں ہم مکۂ مکرمہ پہنچ گئے۔ آپ نے طواف و سعی کی، پھر دوبارہ طواف کیا اور واپس چل دیئے میں بھی آپ کے پیچھے چلتا رہا اور کچھ ہی دیر میں ہم رَوَاحِیَہ پہنچ گئے۔

دل کی بات جان لی:

شَیخ اَبُوالْقَاسِم مِزّی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ مِزَّہ میں بہت سارے جھنڈے لہرائے جا رہے ہیں اور خوشی کا سماں ہے۔ میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ آج رات یَحْیٰی بِن شَرَف نَوَوِی کو قطب بنایا جائیگا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ یَحْیٰی نَوَوِی کون ہیں اور نہ ہی میں نے کبھی یہ نام سنا تھا۔ چنانچہ، میں ان کی تلاش میں دِمَشق پہنچا وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یَحْیٰی بِن شَرَف نَوَوِی یہاں کے استاذُ الحدیث ہیں۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ سے فرمایا: میرا راز اپنے پاس ہی رکھنا کسی کو نہ بتانا۔

وِصالِ پُرمَلال:

آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ دِمَشق میں گزارا جہاں آپ تعلیم و تصنیف، نفلی عبادت، تدریس اور اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے) میں مشغول رہے۔ زندگی کے آخری ایام میں اپنے آبائی گاؤں نویٰ جانے سے پہلے دمشق میں مدفون اپنے تمام شیوخ و اساتذہ کے مزارات پر حاضری دی اور اپنے متعلقین سے ملاقات کی۔ نویٰ جا کر آپ بیمار ہوئے اور بدھ کی رات 24 رَجَبُ الْمُرَجَّب 672 ہجری میں یہ عظیم مُحدِّث اس دنیائے فانی میں اپنی زندگی کے تقریباً 44 سال 6 ماہ گزار کر دائمی و اُخروی منزل کی جانب کوچ کر گئے اور یوں گلشنِ اسلام میں ایک اور گُلِ زیبا کی کمی ہو گئی لیکن اس کی خوشبو سے آج بھی عالَمِ اسلام

مُعَطَّر و مُعَنبر ہے۔ آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسلام کا بہت بڑا سرمایہ تھے۔ آپ کی وفات کا مسلمانوں کو بہت غم ہوا، اپنے پرائے سب ہی پر اُداسی چھاگئی۔ آپ کا مزار پُرانوار آپ کے آبائی گاؤں نَوی میں ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بعدِ وصال خواب میں زیارت

نفس کی مخالفت پر انعام خداوندی:

جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو سیب کھانے کی شدید خواہش ہوئی۔ جب سیب لائے گئے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نہ کھائے۔ بعدِ وصال اہل خانہ میں سے کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَافَعَلَ اللہُ بِكَ؟ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپکے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے تمام اعمال قبول فرمالئے اور میری مہمان نوازی کی گئی اور مجھے سب سے پہلے جو چیز کھانے کو دی گئی وہ سیب تھے۔

وَلی کی بے ادبی کا انجام:

ایک شخص امام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی قبر پر آیا اور ہاتھ سے اشارے کر کے کہنے لگا: تم وہی ہو جو امام اَوْزَاعی سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ میں اس مسئلہ میں یہ کہتا ہوں ابھی وہ شخص اپنی جگہ سے کھڑا بھی نہ ہوا تھا کہ اسکے پاؤں پر بچھو نے ڈنک مار دیا۔ (اور یوں اسے ایک ولی کی گستاخی کی سزا ملی

بِلّی نے زبان کھینچ لی:

ایک شخص آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خلاف بہت زیادہ باتیں کیا کرتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو جس جگہ اسے غسل دیا جارہا تھا وہاں ایک بِلّی آئی اور اس کی زبان کھینچ لی۔ اس طرح یہ واقعہ لوگوں کے لئے عبرت بن گیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام کی گستاخی و بے ادبی سے محفوظ رکھے۔ ان کے فُیُوض و برکات سے مُسْتَفِیْض فرمائے۔ ان کے صدقے ہمیں دینِ متین کی خوب خوب خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ﴿ملخصا از منہاج السوی فی ترجمۃ الامام النووی ملحق تہذیب الاسماء واللغات﴾

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ ﴿الحشر:7﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ترجمہ کنز الایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَيُّوْمِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِيْنَ، مُدَبِّرِ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِيْنَ، بَاعِثِ الرُّسُلِ ﴿صَلَوَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ﴾ إِلَى الْمُكَلَّفِيْنَ لِهِدَايَتِهِمْ وَبَيَانِ شَرَائِعِ الدِّيْنِ، بِالدَّلَائِلِ الْقَطْعِيَّةِ، وَوَاضِحَاتِ الْبَرَاهِيْنَ، أَحْمَدُهُ عَلَى جَمِيْعِ نِعَمِهِ، وَأَسْأَلُهُ الْمَزِيْدَ مِنْ فَضْلِهِ وَكَرَمِهِ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، الْكَرِيْمِ الْغَفَّارِ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَحَبِيْبُهُ وَخَلِيْلُهُ أَفْضَلُ الْمَخْلُوْقِيْنَ، الْمُكَرَّمُ بِالْقُرْآنِ الْعَزِيْزِ الْمُعْجِزَةِ الْمُسْتَمِرَّةِ عَلَى تَعَاقُبِ السِّنِيْنَ، وَبِالسُّنَنِ الْمُسْتَنِيْرَةِ لِلْمُسْتَرْشِدِيْنَ ، وَسَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ الْمَخْصُوْصُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَسَمَاحَةِ الدِّيْنِ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَآلِ كُلٍّ وَسَائِرِ الصَّالِحِيْنَ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جو تمام عالم کا رب ہے، آسمانوں اور زمینوں کا سنبھالنے والا ہے، تمام مخلوق کی تدبیر کرنے والا ہے، قطعی دلائل اور واضح براہین کے ساتھ بندوں کی ہدایت اور دین و شریعت کی وضاحت کے لئے بندوں کی جانب رسولوں کو بھیجنے والا ہے، میں اللہ کی تمام نعمتوں پر اس کی تعریف کرتا ہوں، اور میں اللہ سے اس کا مزید فضل و کرم مانگتا ہوں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس واحدِ قہار، کریم و غفار کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور حبیب اور دوست ہیں، (محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) مخلوق میں سب سے افضل ہیں، (محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو اس قرآن کے ذریعہ عزت دی گئی جو غالب، صدیاں گزرنے کے باوجود ایک باقی رہنے والا معجزہ ہے، اور (محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عزت دی گئی) ان سنن کے ذریعہ جو رشد و ہدایت کے متلاشیوں کے لئے نور ہیں، اور ہمارے سردار محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہ ہیں جن کو جامع کلمات اور آسان دین کے ساتھ خاص کیا گیا (عطا کیا گیا)، اللہ کی رحمت اور اس کی سلامتی ہو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر اور ہر ایک کے آل پر اور تمام نیک بندوں پر۔

حلِّ لغات: ۔اٰتٰی: ماضی، افعال، مہموز و ناقص، عطا کرنا۔ الْمُكَلَّفِيْنَ: جمع، اسمِ مفعول، تفعیل، دشوار کام کا حکم دینا، مراد بندے۔ شَرَائِع: شَرِيْعَة کی جمع، اللہ کے مقرر کئے ہوئے احکام۔ نِعَمٌ: نِعْمَة کی جمع، رزق وغیرہ کا انعام۔ الْمُسْتَمِرَّة: اسمِ فاعل، استفعال، مضاعف، گزرنا۔ الْمُسْتَنِيْرَة: اسمِ فاعل، استفعال، اجوف، روشن ہونا۔

أَمَّا بَعْدُ: حمد و صلاۃ کے بعد

فَقَدْ رُوِيْنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مِنْ طُرُقٍ كَثِيْرَاتٍ بِرِوَايَاتٍ مُتَنَوِّعَاتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قَالَ: ﴿مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثاً مِنْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ زُمْرَةِ الْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ﴾ ("شعب الإيمان"، السابع عشر من شعب الإيمان، فصل في فضل العلم وشرفه، ر:1725، 2/270، بتغيرما.)۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: ﴿بَعَثَهُ اللهُ فَقِيْهاً عَالِماً﴾ ("ميزان الاعتدال"، حرف العين، من اسمه عمر، ر:6584، 3/198.)۔

وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِي الدَّرْدَاءِ: ﴿وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعاً وَّشَهِيْداً﴾ ("شعب الإيمان"، السابع عشر من شعب الإيمان، فصل في فضل العلم وشرفه، ر:1726ـ2/270.)۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: ﴿قِيْلَ لَهُ: اُدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ﴾ ("حلية الأولياء"، زر بن حبيش، ر:5280، 4/210.)۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ: ﴿كُتِبَ فِيْ زُمْرَةِ الْعُلَمَاءِ وَحُشِرَ فِيْ زُمْرَةِ الشُّهَدَاءِ﴾ ("العلل المتناهية"، كتاب العلم، أبواب ما يتعلق بالحديث، باب ثواب من حفظ أربعين حديثاً، ر:177، 1/124.)۔

ترجمه: پس علی بن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور ابو درداء اور ابن عمر اور ابن عباس اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم نے ہمیں کثیر طرق وروایاتِ متنوعہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا (جس نے میری امت کے لئے میری امت کے دین کے معاملہ کی چالیس حدیثیں یاد کرلی اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن فقہاء اور علماء کے زمرے میں اٹھائے گا)۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل اسے اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ فقیہ وعالم ہو گا۔

اور ابو درداء کی روایت میں ہے کہ (رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا) میں اس کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرنے والا اور گواہ ہوں گا۔

اور ابنِ مسعود کی روایت میں ہے کہ (اس شخص سے کہا جائے گا تو جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جا)۔

اور ابنِ عمر کی روایت میں ہے کہ (اس کو علماء کے زمرے میں لکھا جائے گا اور اس کو شہداء کے زمرے میں اٹھایا جائے گا)۔

حلِّ لغات: ۔رُوِیْنَا: ماضی مجہول، ض، لفیف، روایت کرنا۔ مُتَنَوِّعَات: اسمِ فاعل، تفعّل، اجوف، قسم قسم، الگ الگ۔

وضاحت: حضرتِ سیِّدُنا شیخ عبد الحق مُحَدِّث دہلوی علیہ رحمۃ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے اس اِرشاد سے مُراد ومقصود لوگوں تک چالیس اَحادیث کا پہنچانا ہے۔ چاہے وہ اسے یاد نہ بھی ہوں اور ان کا معنی بھی اِسے معلوم نہ ہو۔" (اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۱۸۶)

مُفَسِّر شہیر حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "اِس حدیث کے بہت پہلو ہیں؛ چالیس حدیثیں یاد کر کے مسلمان کو سنانا، چھاپ کر اِن میں تقسیم کرنا، ترجمہ یا شرح کر کے لوگوں کو سمجھانا، رَاویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا سب ہی اِس میں داخل ہیں یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری اُمّت تک پہنچادے تو قیامت میں اس کا حَشر علمائے دین کے زمرے میں ہو گا اور میں اُس کی خُصُوصی شفاعت اور اس کے ایمان اور تقوے کی خصوصی گواہی دوں گا ورنہ عُمُومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمان کو نصیب ہو گی۔ اِسی حدیث کی بِنا پر تقریباً تمام مُحَدِّثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے وہاں عَلٰیحدہ چہل حدیث جسے اَرْبَعِیْنِیَّہ کہتے ہیں جمع کیں۔" (مراٰۃ المناجیح، ج۱، ص۲۲۱)

وَاتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلَى أَنَّهُ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ كَثُرَتْ طُرُقُهُ. وَقَدْ صَنَّفَ الْعُلَمَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فِي هٰذَا الْبَابِ مَا لَا يُحْصٰى مِنَ الْمُصَنَّفَاتِ فَأَوَّلُ مَنْ عَلِمْتُهُ صَنَّفَ فِيْهِ هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ أَسْلَمَ الطُّوْسِيُّ الْعَالِمُ الرَّبَّانِيُّ، ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النَّسَائِيُّ، وَأَبُوْ بَكْرٍ الْآجُرِّيُّ، وَأَبُوْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْأَصْفَهَانِيُّ، وَالدَّارُقُطْنِيُّ، وَالْحَاكِمُ، وَأَبُوْ نُعَيْمٍ، وَأَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيُّ، وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَالِيْنِيُّ، وَأَبُوْ عُثْمَانَ الصَّابُوْنِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَبُوْ بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ، وَخَلَائِقُ لَا يُحْصَوْنَ مِنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَالْمُتَأَخِّرِيْنَ، وَقَدْ اِسْتَخَرْتُ اللهَ تَعَالٰى فِي جَمْعِ أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا اِقْتِدَاءً بِهٰؤُلَاءِ الْأَئِمَّةِ الْأَعْلَامِ وَحُفَّاظِ الْإِسْلَامِ.

ترجمہ: اور اس حدیث کے کثیر طرق ہونے کے باوجود حفاظِ احادیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، (لیکن اس حدیث کے ضعیف ہونے کے باوجود) علماء نے اس باب میں اتنی کتابیں تصنیف کی ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا، پس میری معلومات کے مطابق وہ پہلے شخص جس نے اس باب میں کتاب تصنیف فرمائی وہ عبد اللہ بن مبارک ہیں، پھر محمد بن اسلم طوسی عالم ربّانی ہیں، پھر حسن بن سفیان نسائی ہیں، اور ابو بکر آجری، اور ابو محمد بن ابراہیم اصفہانی، اور دار قطنی، اور حاکم، اور ابو نعیم، اور ابو عبد الرحمٰن سلمی، اور ابو سعید مالینی، اور ابو عثمان صابونی، اور عبد اللہ بن محمد انصاری، اور ابو بکر بیہقی ہیں، اور متقدمین ومتاخرین میں سے ایک

خلقِ کثیر ہے جنہوں نے (اس باب میں) کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا، اور میں نے ان ائمہء اعلام اور حفاظِ اسلام کی اقتداء کرتے ہوئے چالیس احادیث کو جمع کرنے میں اللہ عزوجل سے استخارہ کیا۔

حلِّ لغات: ۔لَایُحْصیٰ: مضارع منفی مجہول، افعال، ناقص، شمار کرنا۔ قَدِاسْتَخَرْتُ: ماضی، استفعال، ناقص، استخارہ کرنا۔

وَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی جَوَازِ الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ فِی فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ، وَمَعَ هٰذَا فَلَیْسَ اِعْتِمَادِیْ عَلٰی هٰذَا الْحَدِیْثِ، بَلْ عَلٰی قَوْلِهٖ ﷺ فِی الْأَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَةِ: ﴿لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ﴾ ("صحیح البخاري"، کتاب العلم، باب لیبلغ العلم الشاھد الغائب، ر:104، 1/56).

وَقَوْلِهٖ ﷺ: ﴿نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا﴾ ("کشف الخفاء"، حرف النون، ر:2812، 2/286).

ثُمَّ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ جَمَعَ الْأَرْبَعِیْنَ فِی أُصُوْلِ الدِّیْنِ، وَبَعْضُهُمْ فِی الْفُرُوْعِ، وَبَعْضُهُمْ فِی الْجِهَادِ، وَبَعْضُهُمْ فِی الزُّهْدِ، وَبَعْضُهُمْ فِی الْآدَابِ، وَبَعْضُهُمْ فِی الْخُطَبِ، وَكُلُّهَا مَقَاصِدُ صَالِحَةٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْ قَاصِدِیْهَا.

ترجمہ: اور علماء فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے جواز پر متفق ہیں، اور اس بات کے باوجود میرا اعتماد اس حدیث پر نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر ہے جو احادیثِ صحیحہ میں مذکور ہے (تم میں کا حاضر غائب تک ضرور پہنچا دے)۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر (اللہ عزوجل اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے میری بات سنی پس اس کو یاد رکھا اور جس طرح سنا تھا اسے ویسے ہی (آگے) پہنچا دیا۔ پھر بعض علماء نے اصولِ دین میں چالیس احادیث جمع فرمائیں، اور بعض نے فروعِ دین میں، اور بعض نے جہاد کے موضوع میں، اور بعض نے زہد کے موضوع میں، اور بعض نے آدابِ دین کے موضوع میں، اور بعض نے خطبہ کو جمع کیا، اور یہ تمام کے تمام نیک مقاصد ہیں اللہ عزوجل ان کی کاوشوں سے راضی ہو جائے آمین۔

حلِّ لغات: ۔وَعَا: ماضی، ض، لفیف، یاد کرنا۔ اَدّٰا: ماضی، تفعیل، مہموز و ناقص، ادا کرنا۔

وَقَدْ رَأَیْتُ جَمْعَ أَرْبَعِیْنَ أَهَمَّ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ، وَهِیَ أَرْبَعُوْنَ حَدِیْثاً مُشْتَمِلَةً عَلٰی جَمِیْعِ ذٰلِكَ، وَكُلُّ حَدِیْثٍ مِنْهَا قَاعِدَةٌ عَظِیْمَةٌ مِنْ قَوَاعِدِ الدِّیْنِ قَدْ وَصَفَهُ الْعُلَمَاءُ بِأَنَّ مَدَارَ الْإِسْلَامِ عَلَیْهِ، أَوْ هُوَ نِصْفُ الْإِسْلَامِ أَوْ ثُلُثُهٗ أَوْ نَحْوُ ذٰلِكَ. ثُمَّ أَلْتَزِمُ فِی هٰذِهِ الْأَرْبَعِیْنَ أَنْ تَكُوْنَ صَحِیْحَةً، وَمعظمهَا فِی صَحِیْحَیِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ، وَأَذْكُرُهَا مَحْذُوْفَةَ الْأَسَانِیْدِ، لِیَسْهُلَ حِفْظُهَا، وَیَعُمَّ الْإِنْتِفَاعُ بِهَا ﴿إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی﴾ ثُمَّ أُتْبِعُهَا بِبَابٍ فِی ضَبْطِ خَفِیِّ أَلْفَاظِهَا.

ترجمہ: اور میں نے ان تمام میں سے اہم ایسی چالیس احادیث جمع کرنے کا خیال کیا جو ان تمام موضوعات پر مشتمل ہوں، اور ان میں سے ہر حدیث قوائدِ دین میں سے ایک عظیم قاعدہ ہو جن کی علماء نے تعریف و توصیف کی ہو کہ بیشک اس حدیث پر اسلام کا مدار ہے، یا وہ نصف اسلام ہے یا ایک تہائی اسلام ہے یا اس جیسی اور کوئی بات فرمائی ہو، پھر میں ان چالیس احادیث میں ان کے صحیح ہونے کا التزام کروں گا، اور اکثر احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہیں، اور میں ان احادیث کو بغیر اسانید کے ذکر کروں گا (اسانید حذف کروں گا) تاکہ ان کو یاد کرنے اور ان سے نفع اٹھانے میں آسانی ہو (ان شاء اللہ عزوجل)، پھر میں ایک باب میں ان کے الفاظ کے پوشیدہ معانی بیان کروں گا۔

وَیَنْبَغِیْ لِكُلِّ رَاغِبٍ فِی الْآخِرَةِ أَنْ یَّعْرِفَ هٰذِهِ الْأَحَادِیْثَ، لِمَا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ مِنَ الْمُهِمَّاتِ، وَاحْتَوَتْ عَلَیْهِ مِنَ التَّنْبِیْهِ عَلٰی جَمِیْعِ الطَّاعَاتِ وَذٰلِكَ ظَاهِرٌ لِمَنْ تَدَبَّرَهٗ، وَعَلَی اللّٰهِ اِعْتِمَادِیْ، وَإِلَیْهِ تَفْوِیْضِیْ وَاسْتِنَادِیْ وَلَهُ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ، وَبِهِ التَّوْفِیْقُ وَالْعِصْمَةُ.

ترجمہ: اور آخرت کی رغبت رکھنے والے کے لئے ان احادیث کی معرفت رکھنا بہت مناسب ہے، کیونکہ یہ احادیث اہم امور پر مشتمل ہیں، اور تمام طاعات پر متنبہ کرنے والی ہیں، اور یہ بات اس شخص کے لئے ظاہر ہے جو اس کے بارے میں غور کرے، اور میرا اعتماد (بھروسہ) اللہ عزوجل پر ہے، اور اسی کو اپنے کام سونپتا ہوں، اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، اور اسی کے لئے تعریف و نعمت ہے اور توفیق و عصمت اسی کی جانب سے ہے۔

حلِّ لغات: ۔تَدَبَّرَ: ماضی، تفعّل، صحیح، غور و فکر کرنا۔ تَفْوِیْض: مصدر، تفعیل، اجوف، سونپنا۔ اِسْتِنَاد: مصدر، افتعال، صحیح، بھروسہ کرنا۔

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤمِنِيْنَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُولُ إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔ " صحیح البخاری"، کتاب الإیمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنیۃ والحسبۃ... إلخ، ر:1، 54/34. " صحیح مسلم"، کتاب الإمارۃ، باب قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم إنما الأعمال بالنیۃ، ر:1907، ص1056.

ترجمہ: امیر المؤمنین حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اعمال نِیَّت ہی پر ہیں، ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اُس نے نِیَّت کی، جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو تاکہ اسے حاصل کرے یا کسی عورت کے لئے ہو جس سے وہ نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

راوی کے حالات: آپ کا نام شریف عمر ابن خطاب ابن نفیل ہے، کنیت ابو حفص، لقب فاروق اعظم، خطاب امیر المؤمنین۔ آپ قرشی عدوی ہیں، کعب ابن لوی میں حضور سے مل جاتے ہیں، آپ کے فضائل بے حد و بے شمار ہیں۔ جلیل القدر صحابی، قدیم الاسلام مؤمن ہیں، آپ کے ایمان سے مسلمانوں کا چالیس کا عدد پورا ہوا، آپ کے ایمان لانے پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی اور یہ آیت اُتری: " یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ " ابو بکر صدیق کے بعد ۱۳ ہجری میں آپ کی بیعت کی گئی، آپ کے زمانہ میں اسلام بہت پھیلا، بہت ممالک فتح ہوئے، قرآن کریم کی بہت سی آیتیں آپ کی رائے کے مطابق اتریں، دس سال چھ مہینے خلافت کی تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی، ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ ہجری، بدھ کے دن مسجد نبوی محراب النبی میں مصلّیٰ مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کیئے گئے، مغیرہ ابن شعبہ کے یہودی غلام ابو لؤلؤ نے خنجر کا وار کیا، آپ کی شہادت پر در و دیوار سے اسلام کے رونے کی آواز آتی تھی کہ آج اسلام و مسلمین یتیم ہوگئے، حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، گنبد خضری میں پہلوئے مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں دفن ہوئے، آپ کی روایتیں پانچ سو سینتیس ہیں۔ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (مراۃ۔ج۔۱۔ص۴۰)

وضاحت: مصنفینِ حدیث عُموماً اپنی کتاب کی ابتداء میں اس حدیث کو لا کر اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تحصیلِ علم سے قبل نیت کی دُرستگی ضروری ہے۔ (ماخوذ از اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۳۵)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کا ثواب نیت پر ہی ہے، بغیر نیت کسی عمل پر ثواب کا استحقاق (یعنی حق) نہیں۔ اعمال عمل کی جمع ہے اور اس کا اطلاق اعضاء، زبان اور دل تینوں کے افعال پر ہوتا ہے اور یہاں اعمال سے مراد اعمالِ صالحہ (یعنی نیک اعمال) اور مباح افعال ہیں۔ اور نیت لغوی طور پر دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں اور شرعاً عبادت کے ارادے کو نیت کہا جاتا ہے۔ یاد رکھئے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مقصودہ: جیسے نماز، روزہ کہ ان سے مقصود حصولِ ثواب ہے انہیں اگر بغیر نیت ادا کیا جائے تو یہ صحیح نہ ہوں گے اس لئے کہ ان سے مقصود ثواب تھا اور جب ثواب مفقود ہو گیا تو اس کی وجہ سے اصل شے ہی ادا نہ ہو گی۔

(۲) غیر مقصودہ: وہ جو دوسری عبادتوں کے لئے ذریعہ ہوں جیسے نماز کے لئے چلنا، وضو، غسل وغیرہ۔ ان عباداتِ غیر مقصودہ کو اگر کوئی نیتِ عبادت کے ساتھ کرے گا تو اسے ثواب ملے گا اور اگر بلانیّت کرے گا تو ثواب نہیں ملے گا مگر ان کا ذریعہ یا وسیلہ بننا اب بھی درست ہو گا اور ان سے نماز صحیح ہو جائے گی۔ (ماخوذ از نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج۱، ص۲۲۶)

ایک عمل میں جتنی نیّتیں ہوں گی اتنی نیکیوں کا ثواب ملے گا، مثلاً محتاج قرابت دار کی مدد کرنے میں اگر نیت فقط لوجہ اللہ (یعنی اللہ عزوجل کے لئے) دینے کی ہو گی تو ایک نیت کا ثواب پائے گا اور اگر صلہ رحمی کی نیّت بھی کرے گا تو دوہرا ثواب پائے گا۔ (اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۳۶)

اسی طرح مسجد میں نماز کے لئے جانا بھی ایک عمل ہے اس میں بہت سی نیّتیں کی جا سکتی ہیں، امام اہلسنّت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 673 میں اس کے لئے چالیس نیّتیں بیان کیں اور فرمایا: بے شک جو علمِ نیّت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے۔

بلکہ مباح کاموں میں بھی اچھی نیت کرنے سے ثواب ملے گا، مثلاً خوشبو لگانے میں اتباعِ سنت، تعظیمِ مسجد، فرحتِ دماغ اور اپنے اسلامی بھائیوں سے ناپسندیدہ بُو دور کرنے کی نیّتیں ہوں تو ہر نیّت کا الگ ثواب ہو گا۔ (اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۳۷)

مدینہ: اچھی اچھی نیّتوں سے متعلق رَہنمائی کیلئے، امیرِ اہلسنّت دامت بَرکاتُہمُ العالیہ کا سنّتوں بھرا بیان "نیّت کا پھل" اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ کارڈ یا پمفلٹ مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ھدیۃً حاصل فرمائیں۔

فکرِ مدینہ: کیا آپ نے آج کچھ نہ کچھ جائز کاموں سے پہلے اچھی اچھی نیّتیں کیں؟ نیز کم از کم دو کو اس کی ترغیب دلائی۔

دعا: یاربِّ مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہمیں ہر جائز کام میں کچھ نہ کچھ اچھی نیتیں کرنے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلانے کی توفیق عطا فرما۔ یااللہ! عَزَّوَجَلَّ ہمیں مَدَنی انعامات کا عامل بنا۔ یااللہ! عَزَّوَجَلَّ ہماری بے حساب مغفرت فرما۔ یااللہ! عَزَّوَجَلَّ ہمیں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں اِستقامت عطا فرما۔ یااللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں سچّا عاشقِ رسول بنا۔ یااللہ! عَزَّوَجَلَّ اُمّتِ محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بخشش فرما۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

رَوَاهُ اِمَامَا الْمُحَدِّثِیْنَ اَبُوْ عَبْدُ اللہِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْمُغِیْرَۃَ بْنِ بَرْدِزْبَہ اَلْبُخَارِیُّ، وَاَبُوْ الْحُسَیْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمِ الْقُشَیْرِیُّ النِّیْسَابُوْرِیُّ، فِیْ صَحِیْحَیْھِمَا اللَّذَیْنِ ھُمَا اَصَحُّ الْکُتُبِ الْمُصَنَّفَۃِ۔

ترجمہ: اس کو محدثین کے دو اماموں (۱) حضرتِ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ البخاری (۲) اور ابو حسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیساپوری نے اپنی اپنی ان صحیح میں روایت کی ہے جو لکھی گئی اصح کتب میں سے ہیں۔

حلِّ لغات: ۔اماما: اصل میں امامان تثنیہ کا صیغہ تھا اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ گر گیا۔

دَلَّ الْحَدِیْثُ عَلٰی اَنَّ النِّیَّۃَ مِعْیَارٌ لِتَصْحِیْحِ الْاَعْمَالِ، فَحَیْثُ صَلَحَتِ النِّیَّۃُ صَلَحَ الْعَمَلُ، وَحَیْثُ فَسَدَتْ فَسَدَ الْعَمَلُ، وَاِذَا وُجِدَ الْعَمَلُ وَقَارَنَتْہُ النِّیَّۃُ فَلَہٗ ثَلَاثَۃُ اَحْوَالٍ۔ اَلْاَوَّلُ: اَنْ یَّفْعَلَ ذٰلِکَ خَوْفاً مِّنَ اللہِ تَعَالٰی وَھٰذِہٖ عِبَادَۃُ الْعَبِیْدِ۔ اَلثَّانِیْ: اَنْ یَّفْعَلَ ذٰلِکَ لِطَلَبِ الْجَنَّۃِ وَالثَّوَابِ وَھٰذِہٖ عِبَادَۃُ التُّجَّارِ۔ اَلثَّالِثُ: اَنْ یَّفْعَلَ ذٰلِکَ حَیَاءً مِّنَ اللہِ تَعَالٰی وَتَاْدِیَۃً لِحَقِّ الْعُبُوْدِیَّۃِ وَتَاْدِیَۃً لِلشُّکْرِ، وَیَرٰی نَفْسَہٗ مَعَ ذٰلِکَ مُقَصِّراً، وَیَکُوْنُ مَعَ ذٰلِکَ قَلْبُہٗ خَائِفاً لِاَنَّہٗ لَا یَدْرِیْ ھَلْ قُبِلَ عَمَلُہٗ مَعَ ذٰلِکَ اَمْ لَا، وَھٰذِہٖ عِبَادَۃُ الْاَحْرَارِ۔

ترجمہ: یہ حدیثِ پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نیّت اعمال کی درستگی کے لئے معیار (کسوٹی) ہے، پس جہاں نیّت درست ہوگی تو عمل بھی درست ہوگا، اور جہاں نیّت خراب ہوگی تو عمل بھی خراب ہوگا، اور جب عمل پایا جائے اور اس عمل کے ساتھ نیّت ملی ہوئی ہو تو اس کی تین حالتیں ہیں۔(۱) پہلی حالت: اس عمل کو اللہ تعالی کے خوف سے کرنا، اور یہ غلاموں کی عبادت ہے۔(۲) دوسری حالت: اس عمل کو طلبِ جنّت اور طلبِ ثواب کے لئے کرنا اور یہ تاجروں کی عبادت ہے۔(۳) تیسری حالت: اس عمل کو اللہ تعالی سے حیا کی وجہ سے، اور غلامی کے حق کو ادا کرنے کے لئے اور شکر ادا کرنے کے لئے کرنا، اور (عمل کرنے والا) اپنے آپ کو اس عمل کے باوجود کمی کرنے والا جانے، اور اس عمل کے باوجود اس کا دل خوف زدہ ہو اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ کیا اس کا عمل اس کیفیت کے ساتھ قبول کیا گیا ہے یا قبول نہیں کیا گیا ہے، اور یہ آزاد بندوں کی عبادت ہے۔

وَاِلَیْھَا اَشَارَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ لَمَّا قَالَتْ لَہٗ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا حِیْنَ قَامَ مِنَ اللَّیْلِ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ: یَا رَسُوْلَ اللہِ! ﷺ أَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللہُ تَعَالٰی لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ ﴿اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْداً شَکُوْراً﴾ اِنْ قِیْلَ: ھَلِ الْاَفْضَلُ الْعِبَادَۃُ مَعَ الْخَوْفِ اَوْ مَعَ الرَّجَاءِ؟ قِیْلَ: قَالَ الْغَزَالِیُّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: اَلْعِبَادَۃُ مَعَ الرَّجَاءِ اَفْضَلُ، لِاَنَّ الرَّجَاءَ یُوْرِثُ الْمَحَبَّۃَ وَالْخَوْفَ یُوْرِثُ الْقُنُوْطَ۔

ترجمہ: اور اسی جانب رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے، جب حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا جس وقت رسول اللہ ﷺ رات میں قیام فرمایا کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ اس کی تکلیف اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے صدقہ اگلے پچھلوں کی بخشش فرمائی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو کیا میں (اپنے رب کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اگر کہا جائے کہ کیا خوف کے ساتھ عبادت افضل ہے یا رجاء (امّید) کے ساتھ عبادت افضل ہے؟ کہا گیا ہے کہ امام غزالی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ رجاء کے ساتھ عبادت کرنا افضل ہے، اس لئے کہ رجاء محبت کی باعث بنتی ہے اور خوف مایوسی کا باعث ہوتا ہے۔

وَهٰذِهِ الْاَقْسَامُ الثَّلَاثَةُ فِي حَقِّ الْمُخْلِصِيْنَ، وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِخْلَاصَ قَدْ يُعْرِضُ لَهٗ آفَةُ الْعُجْبِ، فَمَنْ اَعْجَبَ بِعَمَلِهٖ حُبِطَ عَمَلُهٗ، وَكَذٰلِكَ مَنِ اسْتَكْبَرَ حُبِطَ عَمَلُهٗ۔ اَلْحَالُ الثَّانِيْ: اَنْ يَّفْعَلَ ذٰلِكَ لِطَلَبِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ جَمِيْعِهِمَا، فَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ اِلٰى اَنَّ عَمَلَهٗ مَرْدُوْدٌ وَ اسْتَدَلَّ بِقَوْلِهٖ ﷺ فِي الْخَبَرِ الرَّبَّانِيْ: يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى: ﴿أَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ فَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اَشْرَكَ فِيْهِ غَيْرِيْ فَأَنَا بَرِيْءٌ مِّنْهُ﴾۔

ترجمہ: اور یہ تینوں قسمیں مخلصین کے حق میں ہیں، اور جان لو کہ بے شک کبھی کبھی اخلاص کو عجب (فخر وغرور) کی آفت عارض (لاحق) ہوتی ہے، پس جس نے اپنے عمل پر عجب کیا تو اس کا عمل اکارت کر دیا گیا، اور ایسے ہی وہ شخص جس نے تکبر کیا تو اس کا عمل بھی اکارت کر دیا گیا۔ دوسری حالت: اس عمل کو دنیا اور آخرت دونوں کو طلب کرنے کی وجہ سے کرنا، پس بعض اہلِ علم اس طرف گئے ہیں کہ اس کا عمل مردود ہے، اور ان بعض اہلِ علم نے اس کا استدلال نبی ﷺ کے اس قول سے کیا ہے جو اللہ تعالی کی خبر میں مذکور ہے: اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: (میں شرکاء سے بے نیاز ہوں، پس جس نے نیک عمل کیا اور اس عمل میں میرے علاوہ کسی کو شریک کر لیا تو میں اس سے بری ہوں)۔

وَاِلٰى هٰذَا ذَهَبَ الْحَارِثُ الْمُحَاسِبِيُّ فِيْ كِتَابِ الرِّعَايَةِ فَقَالَ: اَلْاِخْلَاصُ اَنْ تُرِيْدَهٗ بِطَاعَتِهٖ وَ لَا تُرِيْدُ سِوَاهُ۔ اَلرِّيَاءُ نَوْعَانِ: أَحَدُهُمَا: لَا يُرِيْدُ بِطَاعَتِهٖ اِلَّا النَّاسَ، وَ الثَّانِيْ اَنْ يُّرِيْدَ النَّاسَ وَ رَبَّ النَّاسِ، وَ كِلَاهُمَا مُحْبِطٌ لِلْعَمَلِ، وَ نَقَلَ هٰذَا الْقَوْلَ الْحَافِظُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ، وَ اِسْتَدَلَّ بَعْضُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ أَيْضاً بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اَلْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ الحشر: ۲۳۔ فَكَمَا اَنَّهٗ تَكَبَّرَ عَنِ الزَّوْجَةِ وَ الْوَلَدِ وَ الشَّرِيْكِ، تَكَبَّرَ اَنْ يَّقْبَلَ عَمَلاً أُشْرِكَ فِيْهِ غَيْرُهٗ، فَهُوَ تَعَالٰى اَكْبَرُ وَ كَبِيْرٌ وَ مُتَكَبِّرٌ۔

ترجمہ: اور اسی قول کی جانب حضرتِ حارث محاسبی بھی گئے ہیں جو کتاب الرعایہ میں مذکور ہے، پس انہوں نے فرمایا: اخلاص (یہ ہے کہ) تیرا اللہ کی فرماں برداری سے صرف اللہ کا ارادہ کرنا، اور تو اللہ کے سوا کسی کا ارادہ نہ کرے۔ ریا کی دو قسمیں ہیں: ان میں سے ایک: (یہ ہے کہ) بندہ اللہ کی اطاعت سے ارادہ نہ کرے مگر لوگوں کا۔ اور دوسری قسم: (یہ ہے کہ اس اطاعت سے) لوگوں اور لوگوں کے رب کا ارادہ کرنا۔ اور یہ دونوں عمل کو اکارت (برباد) کرنے والی ہیں۔ اور اس قول کو حافظ ابو نعیم نے اپنی مصنفہ الحلیہ میں بعض سلف سے نقل فرمایا ہے، اور وہ بعض سلف نے بھی اس قول پر اللہ تعالی کے (اس ارشاد سے) استدلال کیا ہے: (اَلْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) الحشر: ۲۳۔ (عظمت والا تکبر والا اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے)۔ پس ایسے ہی اللہ تعالی بیوی، لڑکا، اور شرک سے پاک وبے نیاز (بلند وبڑا) ہے، اور اللہ تعالی اس عمل کو قبول کرنے سے بھی پاک ہے جس میں اللہ کے غیر کو شریک کیا گیا ہو، پس اللہ بلند وبالا ہے بہت بڑا ہے کبیر اور متکبر (تکبر کرنے والا) ہے۔

وَقَالَ السَّمَرْقَنْدِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا فُعِلَهٗ لِلّٰهِ تَعَالٰى قُبِلَ وَ مَا فُعِلَهٗ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ رُدَّ۔ وَ مِثَالُ ذٰلِكَ مَنْ صَلّٰى الظُّهْرَ مَثَلاً وَ قَصَدَ أَدَاءَ مَا فَرَضَ اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ لٰكِنَّهٗ طَوَّلَ اَرْكَانَهَا وَ قِرَائَتَهَا وَ حَسَّنَ هَيْئَتَهَا مِنْ أَجْلِ النَّاسِ، فَأَصْلُ الصَّلٰوةِ مَقْبُوْلٌ، وَ أَمَّا طُوْلُهٗ وَ حُسْنُهٗ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ فَغَيْرُ مَقْبُوْلٍ لِأَنَّهٗ قَصَدَ بِهِ النَّاسَ۔

ترجمہ: حضرتِ سمرقندی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو عمل اللہ تعالی کے لئے کیا گیا تو وہ قبول کیا گیا، اور جو عمل لوگوں کے لئے کیا گیا تو وہ رد کیا گیا۔ اور اس کی مثال (یہ ہے کہ) جس نے ظہر کی نماز پڑھی اور اس سے اس فرض کو ادا کرنے کا قصد کیا جو اللہ تعالی نے اس پر فرض فرمایا ہے، لیکن اس شخص نے لوگوں کے لئے نماز کے ارکان اور قرائت کو لمبا کیا اور نماز کی ہیئت کو اچھا (تحسین) کیا، تو اصلِ نماز مقبول ہے اور رہا لوگوں کے لئے نماز کو لمبا، اور اس کو اچھا کرنا تو (یہ) مقبول نہیں ہے، اس لئے کہ اس شخص نے اس سے لوگوں کا قصد کیا ہے۔

وَسُئِلَ الشَّيْخُ عِزُّ الدِّيْنِ ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: عَمَّنْ صَلّٰى فَطَوَّلَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ؟ فَقَالَ: أَرْجُوْ أَنْ لَّا يُحْبِطَ عَمَلُهُ، هٰذَا كُلُّهُ إِذَا حَصَلَ التَّشْرِيْكُ فِي صِفَةِ الْعَمَلِ، فَإِنْ حَصَلَ فِي أَصْلِ الْعَمَلِ بِأَنَّ صَلَّى الْفَرِيْضَةَ مِنْ أَجْلِ اللهِ تَعَالٰى وَالنَّاسِ، فَلَا تُقْبَلُ صَلَاتُهُ لِأَجْلِ التَّشْرِيْكِ فِي أَصْلِ الْعَمَلِ، وَكَمَا أَنَّ الرِّيَاءَ فِي الْعَمَلِ يَكُوْنُ فِي تَرْكِ الْعَمَلِ۔

ترجمه: اور شیخ عزالدین ابنِ عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے نماز پڑھی تو اس نے اپنی نماز کو لوگوں کے لئے طویل کیا ؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس کے عمل کے اکارت (برباد) نہ ہونے کی امید کرتا ہوں۔ یہ تمام کا تمام معاملہ اس وقت ہے جب شرکت عمل کی صفت میں حاصل ہو۔ اور اگر شرکت اصلِ عمل میں حاصل ہو اس طور پر کہ اس نے فریضہ اللہ تعالی اور لوگوں کے لئے ادا کیا تو اس کی نماز اصل عمل میں شرکت کی وجہ سے قبول نہیں کی جائے گی۔ اور ریا جس طرح عمل (کے کرنے) میں ہوتا ہے ایسے ہی عمل کو ترک کرنے میں ہوتا ہے۔

قَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ: تَرْكُ الْعَمَلِ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ رِيَاءٌ وَالْعَمَلُ مِنْ أَجْلِ النَّاسِ شِرْكٌ، وَالْإِخْلَاصُ أَنْ يُّعَافِيَكَ اللهُ مِنْهُمَا۔ وَمَعْنٰى كَلَامِهِ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ أَنَّ مَنْ عَزَمَ عَلٰى عِبَادَةٍ وَتَرَكَهَا مُخَافَةَ أَنْ يَّرَاهَا النَّاسُ وَهُوَ مُرَاءٍ لِأَنَّهُ تَرَكَ الْعَمَلَ لِأَجْلِ النَاسِ، أَمَّا لَوْ تَرَكَهَا لِيُصَلِّيَهَا فِي الْخَلْوَةِ فَهٰذَا مُسْتَحَبٌّ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ فَرِيْضَةً، أَوْ زَكَاةً وَاجِبَةً، أَوْ يَكُوْنُ عَالِمًا يُّقْتَدٰى بِهِ، فَالْجَهْرُ بِالْعِبَادَةِ فِي ذٰلِكَ أَفْضَلُ، وَكَمَا أَنَّ الرِّيَاءَ مُحْبِطٌ لِلْعَمَلِ كَذٰلِكَ التَّسْمِيْعُ، وَهُوَ أَنْ يَّعْمَلَ لِلّٰهِ فِي الْخَلْوَةِ ثُمَّ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِمَا عَمِلَ، قَالَ ﷺ: ﴿مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ وَمَنْ رَاءٰى رَاءٰى اللهُ بِهِ﴾۔

ترجمه: فضیل بن عیاض نے فرمایا: لوگوں کے لئے عمل کو ترک کرنا ریا ہے، اور لوگوں کے لئے عمل کرنا شرک ہے۔ اور اللہ تعالی کا تجھ کو ان دونوں سے عافیت عطا کرنا اخلاص ہے۔ اور فضیل بن عیاض کے کلام کا معنی یہ ہے کہ جس نے کسی عبادت کا عزم (پکا ارادہ) کیا اور پھر اس کو لوگوں کے دیکھنے کے ڈر سے چھوڑ دیا لہٰذا وہ ریاکار ہے اس لئے کہ اس نے لوگوں کی وجہ سے عمل کو چھوڑا ہے۔ اور رہی یہ بات کہ اس نے اس کو خلوت میں پڑھنے کی وجہ سے ترک کیا ہے تو یہ مستحب ہے مگر اس عمل کا فرض ہونا، یا زکاۃِ واجبہ کا ہونا، یا ایسے عالم کا ہونا جس کی پیروی کی جاتی ہو (یعنی اگر وہ عمل ان تینوں قسم میں سے ہو) تو عبادت کا جہر کرنا عمل کو خلوت میں کرنے سے افضل ہے۔ اور جس طرح ریا عمل کو اکارت کرنے والی ہے ایسے ہی تسمیع (دوسرے کو سنانا) بھی عمل کو اکارت کرنے والی ہے۔ اور تسمیع یہ ہے کہ خلوت میں اللہ تعالی کے لئے کوئی عمل کرنا اور پھر لوگوں سے اس عمل کو بیان کرنا جو اس نے کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے سنایا اللہ تعالی بھی اسے سنائے گا، اور جس نے دکھاوا کیا اللہ تعالی بھی اسے دکھائے گا۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ: فَإِنْ كَانَ عَالِمًا يُّقْتَدٰى بِهِ وَذَكَرَ ذٰلِكَ تَنْشِيْطًا لِلسَّامِعِيْنَ لِيَعْمَلُوْا بِهِ فَلَا بَأْسَ۔ قَالَ الْمُرْزَبَانِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: يَحْتَاجُ الْمُصَلِّيْ إِلٰى أَرْبَعِ خِصَالٍ حَتّٰى تَرْفَعَ صَلَاتُهُ: (۱) حُضُوْرُ الْقَلْبِ۔ (۲) وَشُهُوْدُ الْعَقْلِ۔ (۳) وَخُضُوْعُ الْأَرْكَانِ۔ (۴) وَخُشُوْعُ الْجَوَارِحِ، فَمَنْ صَلّٰى بِلَا حُضُوْرِ قَلْبٍ فَهُوَ مُصَلٍّ لَاهٍ، وَمَنْ صَلّٰى بِلَا شُهُوْدِ عَقْلٍ فَهُوَ مُصَلٍّ سَاهٍ، وَمَنْ صَلّٰى بِلَا خُضُوْعِ الْأَرْكَانِ فَهُوَ مُصَلٍّ جَافٍ، وَمَنْ صَلّٰى بِلَا خُشُوْعِ الْجَوَارِحِ فَهُوَ مُصَلٍّ خَاطِئٌ، وَمَنْ صَلّٰى بِهٰذِهِ الْأَرْكَانِ فَهُوَ مُصَلٍّ وَافٍ۔

ترجمه: علماء نے فرمایا: کہ اگر ایسا عالم ہو جس کی پیروی کی جاتی ہو اور وہ سامعین کی چستی کے لئے کسی عمل کا ذکر کرے تاکہ سامعین اس عمل کو کریں تو (اس میں) کوئی حرج نہیں ہے۔ اور مرزبانی نے فرمایا: مصلّی چار خصلتوں کا محتاج ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی نماز بلند ہو جائے۔ (۱) دل کا حاضر ہونا۔ (۲) عقل کا موجود ہونا۔ (۳) ارکان کا مائل بغروب ہونا۔ (۴) اعضاء کا پست ہونا۔ پس جس نے حضورِ قلب کے بغیر نماز پڑھی تو وہ غافل نمازی ہے۔ اور جس نے بغیر شہودِ عقل نماز پڑھی

تو وہ بھولنے والا نمازی ہے۔ اور جس نے بغیر خضوعِ ارکان نماز پڑھی تو وہ اعراض کرنے والا نمازی ہے۔ اور جس نے بغیر خشوعِ جوارح کے نماز پڑھی تو وہ غلطی کرنے والا نمازی ہے۔ اور جس نے ان ارکان کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ پورا کرنے والا نمازی ہے۔

قَوْلُهٗ ﷺ : ﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ﴾ اَرَادَ بِهَا اَعْمَالَ الطَّاعَاتِ دُوْنَ اَعْمَالِ الْمُبَاحَاتِ، قَالَ الْحَارِثُ الْمُحَاسِبِيُّ : اَلْاِخْلَاصُ لَا يَدْخُلُ فِیْ مُبَاحٍ، لِاَنَّهٗ لَا يَشْتَمِلُ عَلٰی قُرْبَةٍ وَ لَا يُؤَدِّیْ اِلٰی قُرْبَةٍ، كَرَفْعِ الْبُنْيَانِ لَا لِغَرْضٍ بَلْ لِغَرْضِ الرُّعُوْنَةِ، اَمَّا اِذَا كَانَ لِغَرْضٍ كَالْمَسَاجِدِ وَ الْقَنَاطِرِ وَ الْاَرْبَطَةِ فَيَكُوْنُ مُسْتَحَبّاً - قَالَ : وَلَا اِخْلَاصَ فِیْ مُحَرَّمٍ وَ لَا مَكْرُوْهٍ، كَمَنْ يَنْظُرُ اِلٰی مَا لَا يَحِلُّ لَهُ النَّظْرُ اِلَيْهِ ، وَيَزْعَمُ اَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ لِيَتَفَكَّرَ فِیْ صُنْعِ اللهِ تَعَالٰی ، كَالنَّظْرِ اِلَی الْاَمْرَدِ، وَ هٰذَا لَا اِخْلَاصَ فِيْهِ بَلْ لَا قُرْبَةَ اَلْبَتَّةَ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمان: (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) کے لفظ (الاعمال) سے فرماں برداری والے اعمال مراد لیا ہے نہ کہ مباح اعمال، حارث محاسبی نے فرمایا: اخلاص مباح اعمال میں داخل نہیں ہوتا، اس لئے کہ اخلاص قربت (تقرب الی اللہ والے اعمال) پر مشتمل ہوتا ہے، اور مباح اعمال قربت کی جانب نہیں لے جاتے، جیسے عمارت بنانا کسی غرض کے لئے نہ ہو بلکہ بیوقوفی کی غرض کے لئے ہو، رہا اس وقت جب عمارت کو کسی غرض کے لئے بنایا جائے جیسے مساجد اور پل اور قلعہ، تو (اس مقصد کے تحت بنانا) مستحب ہو جائے گا، نیز حارث محاسبی نے فرمایا: حرام کردہ چیزوں میں اور مکروہ میں بھی اخلاص داخل نہیں ہوتا، جیسے کسی شخص کا اس چیز کی جانب نظر کرنا جس کی جانب نظر کرنا اس کے لئے حلال نہ ہو، اور وہ دیکھنے والا گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالی کی بنائی ہوئی چیزوں میں غور وفکر کرنے کے لئے دیکھ رہا ہوں، جیسے امرد کی طرف دیکھنا، اور یہ ایسا فعل ہے جس میں اخلاص نہیں ہوتا بلکہ قربت بھی یقیناً نہیں ہوتی ہے۔

قَالَ : فَالصِّدْقُ فِیْ وَصْفِ الْعَبْدِ فِیْ اِسْتِوَاءِ السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَّةِ وَ الظَّاهِرِ وَ الْبَاطِنِ، وَ الصِّدْقُ يَتَحَقَّقُ بِتَحَقُّقِ جَمِيْعِ الْمَقَامَاتِ وَ الْاَحْوَالِ حَتّٰی اَنَّ الْاِخْلَاصَ يَفْتَقِرُ اِلَی الصِّدْقِ ، وَ الصِّدْقُ لَا يَفْتَقِرُ اِلٰی شَيْءٍ - لِاَنَّ حَقِيْقَةَ الْاِخْلَاصِ هُوَ اِرَادَةُ اللهِ تَعَالٰی بِالطَّاعَةِ ، فَقَدْ يُرِيْدُ اللهَ بِالصَّلَاةِ وَ لٰكِنَّهٗ غَافِلٌ عَنْ حُضُوْرِ الْقَلْبِ فِيْهَا، وَ الصِّدْقُ هُوَ اِرَادَةُ اللهِ تَعَالٰی بِالْعِبَادَةِ مَعَ حُضُوْرِ الْقَلْبِ اِلَيْهِ، فَكُلُّ صَادِقٍ مُخْلِصٌ، وَ لَيْسَ كُلُّ مُخْلِصٍ صَادِقاً - وَ هُوَ مَعْنَی الْاِتِّصَالِ وَ الْاِنْفِصَالِ، لِاَنَّهٗ اِنْفَصَلَ عَنْ غَيْرِ اللهِ وَ اِتَّصَلَ بِالْحُضُوْرِ بِاللهِ، وَ هُوَ مَعْنَی التَّخَلِّیْ عَمَّا سِوَی اللهِ وَ التَّحَلِّیْ بِالْحُضُوْرِ بَيْنَ يَدَیِ اللهِ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی۔

ترجمہ: فرمایا: صدق عبد (بندہ) کے وصف میں سے ہے جو پوشیدہ اور اعلانیہ، ظاہر اور باطن کے درمیان ہوتا ہے، اور صدق احوال کے تمام مقامات کے پائے جانے کے ساتھ پایا جاتا ہے یہاں تک کہ اخلاص صدق کا محتاج ہوتا ہے، اور (لیکن) صدق کسی چیز کا محتاج نہیں ہوتا، اس لئے کہ اخلاص کی حقیقت طاعت سے اللہ تعالی کا ارادہ کرنا ہے، اور کبھی نماز سے اللہ تعالی کا ارادہ کیا جاتا ہے لیکن مصلّی نماز میں حضورِ قلب سے غافل ہوتا ہے۔ اور صدق (نام ہے) عبادت سے اللہ تعالی کی طرف حضورِ قلب کے ساتھ اللہ تعالی کا ارادہ کرنا۔ پس ہر صادق مخلص ہوتا ہے اور ہر مخلص صادق نہیں ہوتا ہے، اور یہ اتصال اور انفصال کا معنی ہے، اس لئے کہ وہ اللہ کے غیر سے جدا ہو گیا اور اللہ سے حضورِ قلب کے ذریعہ متصل (مل) گیا، اور یہی معنی ماسوا اللہ سے خلوت (چھوڑنا) اختیار کرنے کا ہے، اور یہی معنی تحلّی (مٹھاس) کا ہے کہ حضورِ قلب کے ساتھ اللہ تعالی (جو پاک اور بلند و بالا ہے) کے حضور حاضر رہنا۔

قَوْلُهٗ ﷺ : ﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ﴾ يَحْتَمِلُ : اِنَّمَا صِحَّةُ الْاَعْمَالِ اَوْ تَصْحِيْحُ الْاَعْمَالِ اَوْ قُبُوْلُ الْاَعْمَالِ اَوْ كَمَالُ الْاَعْمَالِ ، وَ بِهٰذَا اَخَذَ الْاِمَامُ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ وَ يَسْتَثْنِیْ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا كَانَ قَبِيْلَ التُّرُوْكِ كَاِزَالَةِ النَّجَاسَةِ، وَ رَدِّ الْغُصُوْبِ وَ الْعَوَارِیْ وَ اِيْصَالِ الْهَدْيَةِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ، فَلَا يَتَوَقَّفُ صِحَّتُهَا عَلَی النِّيَّةِ الْمُصَحِّحَةِ، وَ لٰكِنْ يَتَوَقَّفُ الثَّوَابُ فِيْهَا عَلٰی نِيَّةِ التَّقَرُّبِ، وَ مِنْ ذٰلِكَ مَا اِذَا اَطْعَمَ دَابَّتَهٗ ، اِنْ قَصَدَ بِاِطْعَامِهَا اِمْتِثَالَ اَمْرِ اللهِ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ يُثَابُ، وَ اِنْ قَصَدَ بِاِطْعَامِهَا حِفْظَ الْمَالِيَةِ فَلَا ثَوَابَ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمان: (اِنَّمَا الْاَعْمَالُ) یہ الفاظ اعمال کے درست ہونے یا اعمال کو درست کرنے یا اعمال کو قبول کرنے یا اعمال کو مکمل کرنے کا احتمال رکھتا ہے، اور اسی سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اخذ کیا ہے، اور ان اعمال کا استثناء کیا ہے جو ترک کرنے کے قبیل سے ہیں، جیسے نجاست کو زائل کرنا، اور غصب کی ہوئی چیز کو واپس کرنا، اور منگنی پر لی ہوئی چیز کو واپس کرنا، اور ہدیہ کو پہونچانا، اور بھی اس کے علاوہ۔ پس ان افعال (اعمال) کا درست ہونا درست نیت پر موقوف نہیں ہوتا، لیکن ان اعمال میں تقرب کی نیت پر ثواب موقوف ہوتا ہے، اور اسی قبیل سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ جب کسی شخص نے اپنے جانور کو کھلایا، اور اگر اس کو کھلانے سے اللہ تعالی کے حکم کی فرماں برداری کرنے کا قصد کیا تو بے شک ثواب دیا جائے گا، اور اگر اس کو کھلانے سے مال کی حفاظت کرنے کا قصد کیا تو (اس پر) ثواب نہیں ہوگا (ملے گا)۔

ذَكَرَهُ الْقَرَافِيُّ وَيَسْتَثْنِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ، اِذَا رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَاِنَّهَا اِذَا شَرِبَتْ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ سَقْيَهَا اُثِيْبَ عَلٰى ذٰلِكَ كَمَا فِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ، وَكَذٰلِكَ الزَّوْجَةُ وَكَذٰلِكَ اِغْلَاقُ الْبَابِ وَاِطْفَاءُ الْمِصْبَاحِ عِنْدَ النَّوْمِ اِذَا قَصَدَ بِهِ اِمْتِثَالَ اَمْرِ اللهِ اُثِيْبَ وَاِنْ قَصَدَ اَمْرًا آخَرَ فَلَا۔

ترجمہ: اس کو قرافی نے بھی ذکر کیا ہے اور اس سے مجاہد کے گھوڑے کو مستثنی کرتے ہیں، جبکہ مجاہد نے گھوڑے کو اللہ تعالی کے راستہ میں باندھا ہو، پس جب گھوڑے نے پیا اور مجاہد نے گھوڑے کو سیر اب کرنے کا ارادہ نہ کیا ہو تو اس (پلانے) پر (مجاہد کو) ثواب دیا جائے گا، ایسے ہی صحیح بخاری میں مذکور ہے، اور ایسے ہی (ثواب دیا جائے گا) بیوی (کو کھلانے پلانے پر)، اور ایسے ہی (ثواب دیا جائے گا) دروازہ کو بند کرنا (کرنے پر)، اور سوتے وقت چراغ کو بجھانا (بجھانے پر)، جبکہ ان (افعال) سے اللہ تعالی کے حکم کی فرماں برداری کرنے کا قصد کیا ہو، اور اگر (ان افعال سے کسی) دوسرے امر کا قصد کیا تو ثواب نہیں دیا جائے گا (ملے گا)۔

وَاعْلَمْ اَنَّ النِّيَّةَ لُغَةً: اَلْقَصْدُ يُقَالُ نَوَاكَ اللهُ بِخَيْرٍ: اَيْ قَصَدَكَ بِهِ۔ وَالنِّيَّةُ شَرْعًا: قَصْدُ الشَّيْءِ مُقْتَرِنًا بِفِعْلِهِ، فَاِنْ قَصَدَ وَتَرَاخٰى عَنْهُ فَهُوَ عَزْمٌ، وَشُرِعَتِ النِّيَّةُ لِتَمْيِيْزِ الْعَادَةِ مِنَ الْعِبَادَةِ اَوْ لِتَمْيِيْزِ رُتَبِ الْعِبَادَةِ بَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ، مِثَالُ الْاَوَّلِ: اَلْجُلُوْسُ فِي الْمَسْجِدِ قَدْ يُقْصَدُ لِلْاِسْتِرَاحَةِ فِي الْعَادَةِ، وَقَدْ يُقْصَدُ لِلْعِبَادَةِ بِنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ، فَالْمُمَيِّزُ بَيْنَ الْعِبَادَةِ وَالْعَادَةِ هُوَ النِّيَّةُ، وَكَذٰلِكَ الْغُسْلُ: قَدْ يُقْصَدُ بِهِ تَنْظِيْفُ الْبَدَنِ فِي الْعَادَةِ، وَقَدْ يُقْصَدُ بِهِ الْعِبَادَةُ فَالْمُمَيِّزُ هُوَ النِّيَّةُ۔

ترجمہ: اور جان لیجئے کہ نیّت لغت میں قصد کو کہتے ہیں، اور کہا جاتا ہے اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ بھلائی کی نیّت کی یعنی اللہ تعالی نے تیرے ساتھ بھلائی کا قصد کیا۔ اور نیّت شرع میں شئی کا قصد کرنا اس حال میں کہ قصد کے ساتھ فعل ملا ہوا ہو، کو کہتے ہیں۔ پس اگر اس نے قصد کیا (لیکن) فعل قصد سے دور (مقترن نہ) ہو، تو وہ پختہ ارادہ ہے۔ اور نیّت کو عادت اور عبادت میں فرق کرنے کے لئے یا بعض عبادت سے بعض عبادت کے مرتبوں کے فرق کے لئے بنانا گیا ہے۔ پہلے کی مثال: مسجد میں بیٹھنا، کبھی عادت میں آرام کرنے کا قصد کیا جاتا ہے اور کبھی اعتکاف کی نیّت سے عبادت کا قصد کیا جاتا ہے، پس عادت اور عبادت کے درمیان فرق کرنے والی (شیء) وہ نیّت ہے، اور ایسے ہی غسل: کہ کبھی اس سے عادت میں بدن کی صفائی کا قصد کیا جاتا ہے اور کبھی اس سے عبادت کا قصد کیا جاتا ہے پس تمیز کرنے والی شئی وہ نیّت ہے۔

وَاِلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى اَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ رِيَاءً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شُجَاعَةً، اَيُّ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تَعَالٰى؟ فَقَالَ: ﴿مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ تَعَالٰى﴾ وَمِثَالُ الثَّانِيْ وَهُوَ الْمُمَيِّزُ رُتَبُ الْعِبَادَةِ، كَمَنْ صَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَدْ يَقْصُدُ اِيْقَاعَهَا عَنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَقَدْ يَقْصُدُ اِيْقَاعَهَا عَنِ السُّنَنِ فَالْمُمَيِّزُ هُوَ النِّيَّةُ، وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ قَدْ يَقْصُدُ بِهِ غَيْرَهَا كَالنَّذْرِ وَنَحْوِهِ، فَالْمُمَيِّزُ هُوَ النِّيَّةُ۔

ترجمہ: اور اسی معنی کی جانب رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے جس وقت اس شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ ایک دکھاوے کے لئے قتال کرتا ہے او دوسرا مروت کے لئے قتال کرتا ہے اور تیسرا بہادری کے لئے قتال کرتا ہے، پس ان میں سے کون اللہ تعالی کے راستہ میں ہے؟ تو فرمایا: جس نے اللہ تعال کے کلمہ کے لئے قتال کیا کہ وہ بلند ہو تو وہ شخص اللہ تعالی کے راستہ میں ہے۔ اور دوسرے کی مثال اور یہ عبادت کے مرتبوں کی تمیز کرنے والا ہے، جیسے کسی نے چار رکعات نماز پڑھی، پس کبھی نماز سے نمازِ ظہر (کے فرض) کے وقوع کا قصد کرتا ہے اور کبھی نماز سے سنن کے وقوع کا قصد کرتا ہے، لہذا تمیز کرنے والی شئی وہ نیّت ہے، اور ایسے ہی غلام آزاد کرنا ہے کہ کبھی اس سے اس کے علاوہ کا قصد کیا جاتا ہے جیسے منّت اور اس کے جیسے دیگر، پس (ان کے درمیان) تمیز کرنے والی شئی وہ نیّت ہے۔

وَفِی قَوْلِہٖ ﷺ ﴿وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِیءٍ مَا نَوٰی﴾ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ لَا تَجُوْزُ النِّیَابَةُ فِی الْعِبَادَاتِ، وَلَا التَّوْكِیْلُ مِنْ نَفْسِ النِّیَّةِ، وَقَدْ اُسْتُثْنِیَ مِنْ ذٰلِكَ تَفَرُّقَةُ الزَّكَاةِ وَذِبْحُ الْاُضْحِیَّةِ، فَیَجُوْزُ التَّوْكِیْلُ فِیْهِمَا فِی النِّیَّةِ وَالذِّبْحِ، وَالتَّفَرُّقَةُ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَی النِّیَّةِ، وَفِی الْحَجِّ: لَا یَجُوْزُ ذٰلِكَ مَعَ الْقُدْرَةِ وَدَفْعِ الدَّیْنِ، اَمَّا اِذَا كَانَ عَلٰی جِهَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ یَحْتَجْ اِلٰی نِیَّةٍ، وَاِنْ كَانَ عَلٰی جِهَتَیْنِ كَمَنْ عَلَیْهِ اَلْفَانِ بِاَحَدِهِمَا رَهَنَ فَاَدّٰی اَلْفاً قَالَ جَعَلْتُهٗ عَنْ اَلْفِ الرَّهْنِ، صَدَقَ، فَاِنْ لَمْ یَنْوِ شَیْئاً حَالَةَ الدَّفْعِ، ثُمَّ نَوٰی بَعْدَ ذٰلِكَ، وَجَعَلَهٗ عَمَّا شَاءَ وَلَیْسَ لَنَا نِیَّةٌ تَتَاَخَّرُ عَنِ الْعَمَلِ وَتَصِحُّ اِلَّا هٰهُنَا۔

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: (وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِیءٍ مَا نَوٰی) میں اس بات پر دلیل ہے کہ عبادات میں نیابت جائز نہیں ہوتی، اور نہ نفسِ نیّت میں وکیل بنانا جائز ہے، اور اس سے زکاۃ کو جدا جدا دینے اور قربانی کے جانور ذبح کرنے کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، پس ان دونوں میں نیّت اور ذبح کا وکیل بنانا جائز ہے، اور زکاۃ کو جدا جدا دینا نیّت پر قدرت کے باوجود ہے، اور حج میں قدرت ہونے کے ساتھ وکیل بنانا جائز نہیں ہے اور قرض کو ادا کرنے میں، اور رہا اس وقت جب یہ ایک جہت پر ہو تو نیّت کی حاجت نہیں ہوتی، اور اگر دو جہت پر ہو جیسے وہ شخص جس پر دو ہزار قرض ہوں تو اس نے ایک ہزار کے بدلے رہن رکھا تو اس نے ایک ہزار ادا کر دیا اور کہا کہ میں نے اس ایک ہزار کو رہن کا ایک ہزار بنایا ہے، اس نے سچ کہا، اور اگر دینے کی حالت میں اس نے کسی چیز کی نیّت نہیں کی، پھر اس کے بعد نیّت کی اور اس کو اس سے بنایا جو اس نے چاہا، اور ہمارے لئے درست نہیں ہے کہ نیّت عمل سے مؤخر ہو، اور صحیح ہوتی ہے مگر یہاں۔

قَوْلُهٗ ﷺ: ﴿فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ یَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ إِلٰی مَا هَاجَرَ إِلَیْهِ﴾ اَصْلُ الْمُهَاجَرَةِ الْمُجَافَاةُ وَالتَّرْكُ، فَاسْمُ الْهِجْرَةِ یَقَعُ عَلٰی اُمُوْرٍ: (۱) اَلْاُوْلٰی: هِجْرَةُ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ مِنْ مَكَّةَ اِلَی الْحَبْشَةِ حِیْنَ آذَی الْمُشْرِكُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، فَفَرُّوْا مِنْهُ اِلَی النَّجَّاشِیِّ، وَكَانَتْ هٰذِهٖ بَعْدَ الْبِعْثَةِ بِخَمْسِ سِنِیْنَ، قَالَهُ الْبَیْهَقِیُّ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمان: (فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلَی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ إِلَی اللهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ یَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ إِلٰی مَا هَاجَرَ إِلَیْهِ) ہجرت کرنے کی اصل علیحدہ ہونا اور چھوڑنا ہے، پس ہجرت کا اسم چند امور پر واقع ہوتا ہے، (۱) پہلا: صحابہ کی ہجرت مکہ سے حبشہ کی جانب جس وقت مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی تو صحابہ کرام مکہ سے نجّاشی کی جانب چلے گئے، اور یہ ہجرت بعثت کے پانچ سال بعد ہوئی، اس قول کو بیہقی نے کہا ہے۔

(۲) الثَّانِیَةُ: اَلْهِجْرَةُ مِنْ مَكَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَكَانَتْ هٰذِهٖ بَعْدَ الْبِعْثَةِ بِثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً، وَكَانَ یَجِبُ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ بِمَكَّةَ اَنْ یُّهَاجِرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلَی الْمَدِیْنَةِ، وَاَطْلَقَ جَمَاعَةٌ اَنَّ الْهِجْرَةَ كَانَتْ وَاجِبَةً مِنْ مَكَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ، وَهٰذَا لَیْسَ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ فَاِنَّهٗ لَا خُصُوْصِیَّةَ لِلْمَدِیْنَةِ، وَاِنَّمَا الْوَاجِبُ الْهِجْرَةُ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، قَالَ ابْنُ الْعَرَبِیِّ: قَسَّمَ الْعُلَمَاءُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمُ الذَّهَابَ فِی الْاَرْضِ هَرَباً وَطَلَباً، فَالْاَوَّلُ یَنْقَسِمُ اِلٰی سِتَّةِ اَقْسَامٍ۔

ترجمہ: (۲) دوسری ہجرت مکہ سے مدینہ کی جانب، اور یہ بعثت کے تیرہ سال بعد ہوئی، اور یہ ہجرت کرنا ہر مسلمان پر مکہ سے مدینہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب واجب تھی، اور ایک جماعت نے اس ہجرت کو مطلق رکھا ہے کہ مکہ سے مدینہ کی جانب ہی ہجرت کرنا واجب تھا، اور یہ اپنے اطلاق پر نہ رہا، لہٰذا مدینہ کی کوئی خصوصیت نہ رہی، اور واجب تو صرف رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب ہجرت کرنا ہے، ابنِ عربی نے کہا: کہ علمانے بھاگتے ہوئے اور طلب کرتے ہوئے زمین میں جانے کی (مختلف) اقسام کی ہیں، پس پہلی قسم چھ اقسام کی طرف منقسم ہوتی ہے۔

اَلْاَوَّلُ: اَلْخُرُوْجُ مِنْ دَارِ الْحَرَبِ اِلٰی دَارِ الْاِسْلَامِ وَهِیَ بَاقِیَةٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ، وَالَّتِی انْقَطَعَتْ بِالْفَتْحِ فِیْ قَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ﴿لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ﴾ هِیَ الْقَصْدُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حَیْثُ کَانَ۔ اَلثَّانِی: اَلْخُرُوْجُ مِنْ اَرْضِ الْبِدْعَةِ، قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ: سَمِعْتُ مَالِکاً یَقُوْلُ: لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّقِیْمَ بِاَرْضٍ یُسَبُّ فِیْهَا السَّلَفُ۔ اَلثَّالِثُ: اَلْخُرُوْجُ مِنْ اَرْضٍ یَغْلِبُ عَلَیْهَا الْحَرَامُ، فَاِنَّ طَلَبَ الْحَلَالِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔

ترجمہ: (۱) پہلی قسم: دار الحرب سے دار الاسلام کی جانب نکلنا اور یہ قیامت کے دن تک باقی رہے گی، اور وہ ہجرت جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان (لَاہِجْرَۃَ بَعْدَ الْفَتْحِ) فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے۔ میں فتح مکہ سے ختم ہو چکی وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جانب قصد کرنا ہے جہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں۔ (۲) دوسری قسم: بدعت والی زمین سے نکلنا، ابنِ قاسم نے کہا کہ میں نے امام مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ وہ ایسی زمین میں اقامت کرے جس میں سلف کو گالیاں دی جاتی ہوں۔ (۳) تیسری قسم: اس زمین سے نکلنا جس میں حرام غالب ہو گیا ہو، پس حلال کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اَلرَّابِعُ: اَلْفِرَارُ مِنَ الْاَذِیَّةِ فِی الْبَدَنِ، وَذٰلِکَ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی اَرْخَصَ فِیْهِ، فَاِذَا خَشِیَ عَلٰی نَفْسِهٖ فِیْ مَکَانٍ فَقَدْ اَذِنَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ فِی الْخُرُوْجِ عَنْهُ، وَالْفِرَارُ بِنَفْسِهٖ یُخَلِّصُهَا مِنْ ذٰلِکَ الْمَحْذُوْرِ، وَاَوَّلُ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَیْثُ خَافَ مِنْ قَوْمِهٖ فَقَالَ: ﴿اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ﴾ العنکبوت: ۲۶۔ وَقَالَ تَعَالٰی مُخْبِراً عَنْ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ: ﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفاً یَّتَرَقَّبُ﴾ القصص: ۲۱۔

ترجمہ: (۴) چوتھی قسم: بدن میں اذیّت سے فرار اختیار کرنا، اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں رخصت دی ہے، پس جب کوئی اپنی جان پر کسی مکان میں خوف محسوس کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دی ہے، اور اپنی جان کے ساتھ بھاگنا وہ اپنی جان کو اس مصیبت سے نجات دلاتا ہے، اور سب سے پہلا شخص جس نے اس کو کیا وہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام ہیں جہاں آپ اپنی قوم سے خوف زدہ ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: (اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں)۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: (تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے)۔

اَلْخَامِسُ: اَلْخُرُوْجُ خَوْفَ الْمَرَضِ فِی الْبِلَادِ الْوَخِمَةِ اِلَی الْاَرْضِ النُّزْهَةِ، وَقَدْ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لِلْعُرَنِیِّیْنَ فِیْ ذٰلِکَ حِیْنَ اسْتَوْخَمُوا الْمَدِیْنَةَ اَنْ یُّخْرُجُوْا اِلَی الْمَرْجِ۔ اَلسَّادِسُ: اَلْخُرُوْجُ خَوْفاً مِنَ الْاَذِیَّةِ فِی الْمَالِ، فَاِنَّ حُرْمَةَ مَالِ الْمُسْلِمِ کَحُرْمَةِ دَمِهٖ۔ وَاَمَّا قِسْمُ الطَّلَبِ، فَاِنَّهٗ یَنْقَسِمُ اِلٰی عَشَرَةٍ: طَلَبُ الدِّیْنِ وَطَلَبُ الدُّنْیَا، وَطَلَبُ الدِّیْنِ یَنْقَسِمُ اِلٰی تِسْعَةِ اَنْوَاعٍ۔ اَلْاَوَّلُ سَفَرُ الْعِبْرَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ الروم: ۹۔ وَقَدْ طَافَ ذُو الْقَرْنَیْنِ فِی الدُّنْیَا لِیَرٰی عَجَائِبَهَا۔

ترجمہ: (۵) پانچویں قسم: بیماری والی زمین سے خوشگوار زمین کی طرف بیماری کے خوف سے نکلنا، اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اہلِ عرینہ کو اس میں اجازت عطا فرمائی ہے جس وقت وہ مدینہ میں بیمار ہوئے چراگاہ کی طرف نکلنے کا۔ (۶) چھٹی قسم: مال مین اذیت کے خوف سے نکلنا، پس مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی

حرمت کے جیسے ہے۔اور رہی طلب کی قسم تو یہ دس اقسام کی طرف منقسم ہوتی ہے۔دین کو طلب کرنا،دنیا کو طلب کرنا۔اور دین کو طلب کرنا نو قسموں کی طرف منقسم ہوتی ہے۔(۱) عبرت کا سفر اللہ تعالی نے فرمایا کیا وہ زمین میں سفر نہیں کرتے کہ دیکھیں ان سے پہلے کا انجام کیا ہوا۔اور ذوالقرنین نے دنیا میں چکر لگایا تا کہ وہ دنیا کے عجائب دیکھیں۔

اَلثَّانِي: سَفَرُ الْحَجِّ۔ اَلثَّالِثُ: سَفَرُ الْجِهَادِ۔ اَلرَّابِعُ: سَفَرُ الْمَعَاشِ۔ اَلْخَامِسُ: سَفَرُ التِّجَارَةِ وَالْكَسْبِ الزَّائِدِ عَلَى الْقُوْتِ، وَهُوَ جَائِزٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ البقرة:۱۹۸۔ اَلسَّادِسُ: طَلَبُ الْعِلْمِ۔ اَلسَّابِعُ: قَصْدُ الْبِقَاعِ الشَّرِيْفَةِ، قَالَ ﷺ: ﴿لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ﴾۔ اَلثَّامِنُ: قَصْدُ الثُّغُوْرِ لِلرِّبَاطِ بِهَا۔

ترجمه: (۲) حج کا سفر۔(۳) جہاد کا سفر۔(۴) معاش کا سفر۔(۵) تجارت اور ایسے کسب کا سفر جو خراک سے زائد ہو۔اور یہ سفر جائز ہے اللہ تعالی کے فرمان (تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو) کی وجہ سے۔(۶) علم کے طلب کا سفر۔(۷) مقدس علاقوں کے قصد کا سفر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کجاوے نہیں کسے جائیں گے مگر تین مساجد کی طرف۔(۸) سرحدوں کا قصد کرنا اس میں حفاظت کے لئے قیام کرے۔

اَلتَّاسِعُ: زِيَارَةُ الْإِخْوَانِ فِي اللهِ تَعَالَى، قَالَ ﷺ: ﴿زَارَ رَجُلٌ أَخًا لَهُ فِيْ قَرْيَةٍ، فَأَرْصَدَ اللهُ لَهُ مَلَكًا عَلَى مَدْرَجَتِهِ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، فَقَالَ: هَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تُؤَدِّيْهَا؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّهُ فِي اللهِ تَعَالَى، قَالَ: فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللهَ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ﴾ رَوَاهُ مُسْلِمٌ غَيْرُهُ۔ (۳) اَلثَّالِثَةُ: هِجْرَةُ الْقَبَائِلِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لِيَتَعَلَّمُوا الشَّرَائِعَ وَيَرْجِعُوْا إِلَى قَوْمِهِمْ فَيُعَلِّمُوْهُمْ۔ (۴) اَلرَّابِعَةُ: هِجْرَةُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لِيَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ۔

ترجمه: (۹) اللہ تعالی کی محبت میں بھائیوں کی زیارت کا سفر، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرنے کے لئے ایک بستی میں گیا، تو اللہ تعالی نے اس کے لئے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ کو کھڑا کر دیا، تو فرشتہ نے کہا تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے؟ اس نے کہا میں اپنے ایک بھائی کا ارادہ رکھتا ہوں جو اس بستی مین رہتا ہے، فرشتہ نے کہا کیا تجھ پر اس کی کوئی نعمت ہے جس کو تو ادا کرنے جارہا ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں مگر میں اس سے اللہ تعالی کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں، فرشتہ نے کہا بے شک میں تیری طرف اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہوں پس اللہ تعالی تجھ سے ایسے ہی محبت کرتا ہے جیسے تو اس سے محبت کرتا ہے۔اس حدیث کو مسلم اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔(۳) تیسری قسم: قبائل کا رسول اللہ ﷺ کی جانب ہجرت کرنا تا کہ وہ شریعت کو سیکھیں اور پھر اپنی قوم کی جانب لوٹیں تو ان کو سکھائیں۔(۴) چوتھی قسم: اس شخص کا ہجرت کرنا جو اہلِ مکہ میں سے اسلام لایا تا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ جائے۔

(۵) اَلْخَامِسَةُ: اَلْهِجْرَةُ مِنْ بِلَادِ الْكُفْرِ إِلَى بِلَادِ الْإِسْلَامِ، فَلَا يُحِلُّ لِلْمُسْلِمِ الْإِقَامَةُ بِدَارِ الْكُفْرِ، قَالَ الْمَاوَرْدِيُّ: فَإِنْ صَارَ لَهُ بِهَا أَهْلٌ وَعَشِيْرَةٌ، وَأَمْكَنَهُ إِظْهَارُ دِيْنِهِ، لَمْ يَجُزْ لَهُ أَنْ يُهَاجِرَ، لِأَنَّ الْمَكَانَ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ قَدْ صَارَ دَارَ إِسْلَامٍ۔ (۶) اَلسَّادِسُ: هِجْرَةُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةٍ، بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ، وَهِيَ مَكْرُوْهَةٌ فِي الثَّلَاثَةِ، وَفِيْمَا زَادَ حَرَامٌ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ۔

ترجمه: (۵) پانچوی قسم: کفر کے شہروں سے اسلام کے شہروں کی طرف ہجرت کرنا، پس کسی مسلمان کے لئے دار الکفر میں اقامت کرنا حلال نہیں ہے، ماوردی نے کہا ہے کہ اگر اس شخص کے گھر والے اور رشتہ دار دار الکفر میں ہوں اور اس کو اپنے دین کا اظہار کرنا ممکن بھی ہو تو اس کے لئے ہجرت کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے

کہ وہ مکان جس میں وہ ہے اب وہ دارالاسلام ہو گیا،(٦) چھٹی قسم: کسی مسلمان کا اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بغیر کسی سببِ شرعی کے ہجرت(دور رہنا) اور یہ تین دن تک مکروہ ہے اور تین دن سے زیادہ حرام ہے مگر ضرورت کے لئے۔

وَحُکِیَ اَنَّ رَجُلاً ھَجَرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ فَکَتَبَ اِلَیْهِ ھٰذِهِ الْاَبْیَاتِ:

یَا سَیِّدِیْ عِنْدَكَ لِیْ مَظْلِمَةٌ فَاسْتَفْتِ فِیْهَا ابْنَ اَبِیْ خَیْثَمَةَ
فَاِنَّهٗ یَرْوِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَا قَدْ رَوَی الضَّحَّاكُ عَنْ عِکْرِمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْمُصْطَفٰی نَبِیِّنَا الْمَبْعُوْثِ بِالْمَرْحَمَةِ
اِنَّ صُدُوْدَ الْاِلْفِ عَنْ اِلْفِهٖ فَوْقَ ثَلَاثٍ رَبُّنَا حَرَّمَهٗ

(٧) اَلسَّابِعَةُ: ھِجْرَةُ الزَّوْجِ الزَّوْجَةَ اِذَا تَحَقَّقَ نُشُوْزُھَا قَالَ تَعَالٰی: ﴿وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ﴾ النساء: ۳۴۔ وَمِنْ ذٰلِكَ ھِجْرَةُ اَھْلِ الْمَعَاصِیْ فِی الْمَکَانِ وَالْکَلَامِ، وَجَوَابِ السَّلَامِ وَابْتِدَاؤُہٗ۔ (٨) اَلثَّامِنَةُ: ھِجْرَةُ مَا نَھَی اللّٰهُ عَنْهُ، وَھُوَ اَعَمُّ الْھِجْرِ۔

ترجمہ: اور حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک آدمی نے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ جدائی اختیار کی تو اس نے اس کی طرف یہ اشعار لکھے:

اے میرے سردار تجھ سے میری ایک شکایت ہے۔ پس میں نے اس معاملہ میں ابنِ خیثمہ سے فتوی طلب کیا۔

تو انہوں نے اس حدیث کو اپنے دادا سے روایت کی۔ جس کو ضحاک نے عکرمہ سے روایت کی ہے۔

اور انہوں نے ابنِ عباس سے اور وہ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے۔ جو ہمارے نبی ہیں اور رحمت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔

بے شک دوست کا اپنے دوست سے اعراض کرنا۔ تین دن سے زیادہ اس کو ہمارے رب نے حرام فرمایا ہے۔

(٧) ساتویں قسم: شوہر کا (اپنی) بیوی سے ہجرت کرنا (دور رہنا) جب کہ اس کی نفرت متحقق ہو جائے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: (اور ان سے الگ سوؤ)۔ اور اسی سے اہلِ معاصی کا مکان میں، اور کلام میں، اور جوابِ سلام میں اور ابتدائے سلام میں ہجرت کرنا۔ (٨) آٹھویں قسم: اس چیز سے ہجرت کرنا جس سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے، اور یہ ہجرت عام ہے۔

قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ﴿فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ اَیْ نِیَّةً وَقَصْداً فَھِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ حُکْماً وَشَرْعاً۔ ﴿وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُهٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُهَا...الخ﴾ نَقَلُوْا اَنَّ رَجُلاً ھَاجَرَ مِنْ مَکَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَا یُرِیْدُ بِذٰلِكَ فَضِیْلَةَ الْھِجْرَةِ وَاِنَّمَا ھَاجَرَ لِیَتَزَوَّجَ امْرَاَةً تُسَمّٰی اُمَّ قَیْسٍ فَسُمِّیَ مُھَاجِرُ اُمِّ قَیْسٍ، فَاِنْ قِیْلَ: اَلنِّکَاحُ مِنْ مَطْلُوْبَاتِ الشَّرْعِ فَلِمَ کَانَ مِنْ مَطْلُوْبَاتِ الدُّنْیَا؟ قِیْلَ فِی الْجَوَابِ: اِنَّهٗ لَمْ یَخْرُجْ فِی الظَّاھِرِ لَهَا، وَاِنَّمَا خَرَجَ فِی الظَّاھِرِ لِلْھِجْرَةِ، فَلَمَّا اَبْطَنَ خِلَافَ مَا اَظْھَرَ اسْتَحَقَّ الْعِتَابَ وَاللَّوْمَ، وَقِیْسَ بِذٰلِكَ مَنْ خَرَجَ فِی الصُّوْرَةِ الظَّاھِرَةِ لِطَلَبِ الْحَجِّ وَقَصْدِ التِّجَارَةِ، وَکَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ لِطَلَبِ الْعِلْمِ اِذَا قُصِدَ بِهٖ حُصُوْلُ رِیَاسَةٍ اَوْ وِلَایَةٍ۔

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان: ﴿فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ یعنی نیّت کرنا اور قصد کرنا، پس اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی جانب ہے حکماً اور شرعاً، اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان: ﴿وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُهٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُهَا...الخ﴾ انہوں نے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی (لیکن) اس نے اس (فعل) سے ہجرت کی فضیلت کا ارادہ نہیں کیا تھا اور محض اس نے ہجرت کی تا کہ ایک عورت سے نکاح کرے جس کا نام اُمِّ قیس تھا پس اس کا نام مہاجر اُمِّ قیس رکھا گیا۔ پس اگر کہا جائے کہ نکاح تو شریعت کے مطلوبات میں سے ہے تو کیسے دنیا کے مطلوبات میں سے ہو گیا؟ تو جواب میں کہا گیا ہے کہ وہ اس کے لئے ظاہر میں نہیں نکلا (بلکہ) محض ظاہر میں ہجرت کے لئے نکلا، پس جب اس نے اس کے خلاف کو چھپایا جس کو اس نے ظاہر کیا تو وہ عتاب اور ملامت کا مستحق ہو گیا، اور اسی پر اس

کو قیاس کیا گیا ہے جو ظاہر صورت میں طلبِ حج کے لئے نکلا اور تجارت کا بھی قصد کیا، اور ایسے ہی طلبِ علم کے لئے نکلنا جب کہ اس سے حصولِ ریاست یا ولایت کا قصد کیا۔

قَوْلُهُ ﷺ: ﴿فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ﴾ يَقْتَضِي أَنَّهُ لَا ثَوَابَ لِمَنْ قَصَدَ بِالْحَجِّ التِّجَارَةَ وَالزِّيَارَةَ، وَيَنْبَغِي حَمْلُ الْحَدِيثِ عَلَى مَا إِذَا كَانَ الْمُحَرِّكُ وَالْبَاعِثُ لَهُ عَلَى الْحَجِّ إِنَّمَا هُوَ التِّجَارَةُ، فَإِنْ كَانَ الْبَاعِثُ لَهُ الْحَجُّ فَلَهُ الثَّوَابُ، وَالتِّجَارَةُ تَبَعٌ لَهُ إِلَّا أَنَّهُ نَاقِصُ الْأَجْرِ عَمَّنْ أَخْرَجَ نَفْسَهُ لِلْحَجِّ، وَإِنْ كَانَ الْبَاعِثُ لَهُ كِلَيْهِمَا فَيَحْتَمِلُ حُصُوْلَ الثَّوَابِ، لِأَنَّ هِجْرَتَهُ لَمْ تَتَمَحَّضْ لِلدُّنْيَا، وَيَحْتَمِلُ خِلَافَهُ، لِأَنَّهُ قَدْ خَلَطَ عَمَلَ الْآخِرَةِ بِعَمَلِ الدُّنْيَا، لٰكِنَّ الْحَدِيثَ رَتَّبَ فِيهِ الْحُكْمَ عَلَى الْقَصْدِ الْمُجَرَّدِ، فَأَمَّا مَنْ قَصَدَهُمَا لَمْ يَصْدُقْ عَلَيْهِ أَنَّهُ قَصَدُ الدُّنْيَا فَقَطْ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ﴿فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ﴾ تقاضا کرتا ہے کہ ثواب نہ ملے اس شخص کو جس نے حج سے تجارت اور زیارت کا قصد کیا ہو، اور مناسب ہے کہ حدیث کو اس پر محمول کیا جائے جس نے اس کو حج پر حرکت دی اور باعث بنا اور محض وہ تجارت ہے، پس اگر اسے ابھارنے والا حج ہو تو اس کے لئے ثواب ہوگا، اور اگر تجارت حج کے تابع ہو مگر یہ کہ وہ ناقص الاجر ہوگا اس سے جس نے اپنے آپ کو حج کے لئے ہی نکالا، اور اگر اس کا باعث دونوں ہوں تو ثواب کے حاصل ہونے کا احتمال رکھتا ہے، اس لئے کہ اس کی ہجرت محض دنیا کے لئے نہیں ہے، اور اس کے خلاف کا بھی احتمال رکھتا ہے، اس لئے کہ اس نے عملِ آخرت کو عملِ دنیا سے ملا دیا ہے، لیکن حدیثِ پاک میں صرف قصد پر حکم مرتّب ہوتا ہے، پس رہا وہ شخص جس نے دونوں کا قصد کیا اس پر صادق نہ آیا کہ اس نے صرف دنیا کا قصد کیا ہے، اللہ جس کے لئے پاکی ہے اور جو بلند و بالا ہے خوب جاننے والا ہے۔

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَيضاً قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً، قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ، قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ

يَرَاكَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ، ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ: يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ))، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان...، الخ، ر:8، ص:21.

ترجمہ: حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب کالے تھے اُن پر آثارِ سفر ظاہر نہ تھے اور ہم میں سے کوئی اُنہیں پہچانتا بھی نہ تھا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں شریف سے مَس کر دیئے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور عرض کیا اے محمد ﷺ مجھے اسلام کے متعلق بتایئے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، کعبہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچ سکو، عرض کیا کہ سچ فرمایا ہم کو ان پر تعجب ہوا کہ حضور سے پوچھتے بھی ہیں اور تصدیق بھی کرتے ہیں عرض کیا کہ مجھے ایمان کے متعلق بتایئے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور آخری دن کو مانو اور اچھی بُری تقدیر کو مانو، عرض کیا آپ سچے ہیں عرض کیا مجھے احسان کے متعلق بتایئے فرمایا اللہ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا اُسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے عرض کیا کہ قیامت کی خبر دیجئے فرمایا کہ جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبر دار نہیں عرض کیا کہ قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتادیجئے فرمایا کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں ننگے بدن والے فقیروں، بکریوں کے چرواہوں کو محلوں میں فخر کرتے دیکھو گے راوی فرماتے ہیں کہ پھر سائل چلے گئے میں کچھ دیر ٹھہرا رہا، حضور ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا اے عمر! جانتے ہو یہ سائل کون ہیں؟ مَیں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا یہ حضرت جبریل تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام شریف عمر ابن خطاب ابن نفیل ہے، کنیت ابو حفص، لقب فاروق اعظم، خطاب امیر المؤمنین۔ آپ قرشی عدوی ہیں، کعب ابن لوی میں حضور سے مل جاتے ہیں، آپ کے فضائل بے حد و بے شمار ہیں۔ جلیل القدر صحابی، قدیم الاسلام مؤمن ہیں، آپ کے ایمان سے مسلمانوں کا چالیس کا عدد پورا ہوا، آپ کے ایمان لانے پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی اور یہ آیت اُتری: " يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ " ابو بکر صدیق کے بعد ۱۳ ہجری میں آپ کی بیعت کی گئی، آپ کے زمانہ میں اسلام بہت پھیلا، بہت ممالک فتح ہوئے، قرآن کریم کی بہت سی آیتیں آپ کی رائے کے مطابق اتریں، دس سال چھ مہینے خلافت کی تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی، ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ ہجری، بدھ کے دن مسجد نبوی محراب النبی میں مصلّیٰ مصطفیٰ ﷺ پر نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کیئے گئے، مغیرہ ابن شعبہ کے یہودی غلام ابولؤلؤ نے خنجر کا وار کیا، آپ کی شہادت پر در و دیوار سے اسلام کے رونے کی آواز آتی تھی کہ آج اسلام و مسلمین یتیم ہوگئے، حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، گنبد خضری میں پہلوئے مصطفیٰ ﷺ میں دفن ہوئے، آپ کی روایتیں پانچ سو سینتیس ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مراۃ۔ج۔ا۔ص۴۰)

قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ﴾ اَلْإِيْمَانُ فِي اللُّغَةِ: هُوَ مُطْلَقُ التَّصْدِيْقِ، وَفِي الشَّرْعِ: عِبَارَةٌ عَنْ تَصْدِيْقٍ خَاصٍ، وَهُوَ التَّصْدِيْقُ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَبِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔ وَاَمَّا الْإِسْلَامُ فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ فِعْلِ الْوَاجِبَاتِ، وَهُوَ الْاِنْقِيَادُ اِلَى عَمَلِ الظَّاهِرِ، قَدْ غَايَرَ اللهُ تَعَالَى بَيْنَ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا﴾ الحجرات: ۱۴۔

ترجمہ: حضرتِ جبریل علیہ السلام کا قول: (اَخْبِرْنِي عَنِ الْاِسْلَامِ) آپ مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے۔ ایمان لغت میں مطلق تصدیق کو کہتے ہیں، اور شرع میں ایک خاص قسم کی تصدیق کا نام ہے، اور وہ اللہ تعالی کی اور اس کے فرشتوں کی اور اس کے کتابوں کی اور اس کے رسولوں کی اور آخری دن (قیامت) کی اور اچھی اور بری تقدیر کی تصدیق کرنا ہے۔ اور رہا اسلام تو وہ واجبات کو کرنے کا نام ہے، اور وہ عملِ ظاہر کی جانب نمایا (تابعدار) ہونا ہے، اور اللہ تعالی نے ایمان اور اسلام کے درمیان مغایرت فرمائی ہے جیسے کہ حدیثِ پاک میں ہے اللہ تعالی نے فرمایا: گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہوں کہ ہم مطیع ہوئے۔

وَ ذٰلِكَ اَنَّ الْمُنَافِقِيْنَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ وَ يَصُوْمُوْنَ وَ يَتَصَدَّقُوْنَ، وَ بِقُلُوْبِهِمْ يُنْكِرُوْنَ، فَلَمَّا ادَّعَوْا الْإِيْمَانَ كَذَّبَهُمُ اللهُ تَعَالَى فِي دَعْوَاهُمُ الْإِيْمَانَ لِاِنْكَارِهِمْ بِالْقُلُوْبِ، وَ صَدَّقَهُمْ فِي دَعْوَى الْإِسْلَامِ لِتَعَاطِيْهِمْ اِيَّاهُ۔ قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ اِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى۔ ﴿وَ اللهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ﴾ المنافقون: ۱۔ اَیْ فِي دَعْوَاهِمُ الشَّهَادَةَ بِالرِّسَالَةِ مَعَ مُخَالَفَةِ قُلُوْبِهِمْ، لِاَنَّ اَلْسِنَتَهُمْ لَمْ تُوَاطِیءْ قُلُوْبَهُمْ، وَ شَرْطُ الشَّهَادَةِ بِالرِّسَالَةِ: اَنْ يُّوَاطِئَ اللِّسَانُ الْقَلْبَ فَلَمَّا كَذَبُوْا فِي دَعْوَاهِمْ بَيَّنَ اللهُ تَعَالَى كِذْبَهُمْ۔

ترجمہ: اور وہ بے شک منافقین نماز پڑھتے تھے اور روزہ رکھتے تھے اور صدقہ دیتے تھے اور اپنے دلوں سے انکار کرتے تھے، پس جب انہوں نے ایمان کا دعوی کیا تو اللہ تعالی نے ان کی ان کے ایمان کے دعوی میں ان کے اپنے دل سے انکار کرنے کی بناء پر تکذیب فرمائی، اور اللہ تعالی نے ان کے اسلام کو لینے (قبول کرنے) کی وجہ سے اسلام کے دعوی میں ان کی تصدیق فرمائی، اور فرمایا: (جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں) اللہ تعالی کے فرمان تک (اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں)۔ یعنی اپنے دلوں کی مخالفت کے ساتھ شہادت بالرّسالت کے اپنے دعوی میں، اس لئے کہ ان کی زبانیں ان کے دلوں کی موافقت نہیں کی، اور شہادت بالرّسالت کی شرط زبان کا دل کے موافق ہونا ہے، پس جب وہ لوگ اپنے دعوی میں جھوٹے ہوئے تو اللہ تعالی نے ان کے کذب کو ظاہر فرمادیا۔

وَلَمَّا كَانَ الْإِيْمَانُ شَرْطًا فِي صِحَّةِ الْإِسْلَامِ اِسْتَثْنَى اللهُ تَعَالَى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ الذاریات: ۳۵، ۳۶۔ فَهٰذَا اِسْتِثْنَاءٌ مُتَّصِلٌ لِمَا بَيْنَ الشَّرْطِ وَ الْمَشْرُوْطِ مِنَ الْاِتِّصَالِ وَ لِهٰذَا سَمَّى اللهُ تَعَالَى الصَّلَاةَ اِيْمَانًا۔ قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَ مَا كَانَ اللهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ﴾ البقرۃ: ۱۴۳۔ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ﴾ الشوری: ۵۲۔ اَیِ الصَّلَاةُ۔

ترجمہ: اور جب ایمان اسلام کے صحیح ہونے میں شرط ہوا تو اللہ تعالی نے مؤمنین سے مسلمین کو مستثنی فرمادیا اللہ تعالی نے فرمایا: (تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لئے۔ تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا)۔ پس یہ اس کے لئے استثنائے متصل ہے جو اتصال سے شرط اور مشروط کے درمیان ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالی نے نماز کا نام ایمان رکھا، اللہ تعالی نے فرمایا: (اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے)۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا: (اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل) یعنی نماز۔

قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم: ﴿وَ تُؤمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ﴾ بِفَتْحِ الدَّالِ وَ سُكُونِهَا لُغَتَانِ، وَ مَذْهَبُ اَهْلِ الْحَقِّ: اِثْبَاتُ الْقَدَرِ، وَ مَعْنَاهُ اَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى قَدَّرَ الْاَشْيَاءَ فِي الْقِدَمِ، وَ عَلِمَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَنَّهَا سَتَقَعُ فِي اَوْقَاتٍ مَعْلُوْمَةٍ عِنْدَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى، وَفِي اَمْكِنَةٍ مَعْلُوْمَةٍ وَ هِيَ تَقَعُ عَلٰى حَسْبِ مَا قَدَّرَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى۔ وَ اعْلَمْ اَنَّ التَّقَادِيْرَ اَرْبَعَةٌ۔

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان: اور تیرا اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا، دال کے فتحہ اور اس کے سکون کے ساتھ دونوں لغتیں ہیں، اور اہلِ حق کا مذہب تقدیر کا ثابت کرنا (پہچاننا) ہے، اور اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے زمانۂ قدیم میں ہی چیزوں کو مقدر فرما دیا، اور اللہ سبحانہ و تعالی جانتا ہے کہ عنقریب وہ اوقاتِ معلومہ میں وقوع پذیر ہوں گی، اور ممکنۂ معلومہ میں، اور وہ اس اعتبار سے وقوع پذیر ہوں گی جس اعتبار سے اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں مقدر فرمایا ہے۔ اور جان لیجئے کہ تقدیر چار قسم کی ہیں۔

(۱) اَلْاَوَّلُ: التَّقْدِيْرُ فِي الْعِلْمِ، وَلِهٰذَا قِيْلَ: اَلْعِنَايَةُ قَبْلَ الْوِلَايَةِ، وَ السَّعَادَةُ قَبْلَ الْوِلَادَةِ، وَ اللَّوَاحِقُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى السَّوَابِقِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ﴾ الذاريات: ۹۔ اَيْ يُصَرَّفُ عَنْ سِمَاعِ الْقُرْآنِ وَعَنِ الْاِيْمَانِ بِهِ فِي الدُّنْيَا مَنْ صُرِّفَ عَنْهُ فِي الْقِدَمِ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم: ﴿لَا يَهْلِكُ عَلَى اللهِ اِلَّا هَالِكًا﴾ اَيْ مَنْ كُتِبَ فِي عِلْمِ اللهِ تَعَالٰى اَنَّهُ هَالِكٌ۔ (۲) الثَّانِي: اَلتَّقْدِيْرُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ، وَهٰذَا التَّقْدِيْرُ يُمْكِنُ اَنْ يَّتَغَيَّرَ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ وَعِنْدَهُ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾ الرعد: ۳۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي دُعَائِهِ: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي شَقِيًّا فَامْحُنِي وَ اكْتُبْنِي سَعِيْدًا﴾۔

ترجمہ: (۱) پہلی قسم: وہ تقدیر جو اللہ تعالی کے علم میں ہے، اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ حفاظت کرنا والی ہونے سے پہلے ہے، اور سعادت مند ہونا پیدا ہونے سے پہلے ہے، اور بعد میں آنے والے پہلے آنے والے پر بنیاد رکھتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: (اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت ہی میں اوندھایا جانا ہو) یعنی قرآن کے سننے سے پھیرا جاتا ہے اور اس کے سبب دنیا میں ایمان سے پھیرا جاتا ہے جس کو زمانۂ قدیم میں ایمان سے پھر گیا، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: (نہیں ہلاک ہو گا اللہ کے یہاں مگر جس کی قسمت میں تباہی ہے) یعنی جو اللہ تعالی کے علم میں لکھا گیا ہے بے شک وہ ہلاک ہو گا۔ (۲) دوسری قسم: وہ تقدیر جو لوحِ محفوظ میں لکھی ہے، اور اس تقدیر کا بدل جانا ممکن ہے، کہ اللہ تعالی نے فرمایا: (اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے)۔ اور حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے: (اے اللہ اگر تو نے مجھے بد بخت لکھا ہے تو میرے لئے اسے مٹا دے اور مجھے سعادت مند لکھ دے۔

(۳) اَلثَّالِثُ: اَلتَّقْدِيْرُ فِي الرَّحِمِ، وَ ذٰلِكَ اَنَّ الْمَلَكَ يُؤْمَرُ بِكَتْبِ رِزْقِهِ وَ اَجَلِهِ وَ عَمَلِهِ وَ شَقِيٍّ اَوْ سَعِيْدٍ۔ (۴) اَلرَّابِعُ: اَلتَّقْدِيْرُ وَهُوَ سَوْقُ الْمَقَادِيْرِ اِلَى الْمَوَاقِيْتِ، وَ اللهُ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَيْرَ وَ الشَّرَّ وَ قَدَّرَ مَجِيْئَهُ اِلَى الْعَبْدِ فِي اَوْقَاتٍ مَعْلُوْمَةٍ۔ وَ الدَّلِيْلُ عَلٰى اَنَّ اللهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَيْرَ وَ الشَّرَّ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِي ضَلٰلٍ وَ سُعُرٍ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿بِقَدَرٍ﴾ القمر: ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ نُزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْقَدَرِيَّةِ، يُقَالُ لَهُمْ ذٰلِكَ فِي جَهَنَّمَ، وَ قَالَ تَعَالٰى: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ الفلق: ۱۔ ۲۔ وَ هٰذَا الْقِسْمُ اِذَا حَصَلَ اللُّطْفُ بِالْعَبْدِ صُرِفَ عَنْهُ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَيْهِ۔

ترجمہ: (۳) تیسری قسم: وہ تقدیر جو ماں کے رحم (پیٹ) میں ہوتی ہے، اور بے شک فرشتہ کو اس کے رزق اور اس کی موت اور اس کے عمل اور اس کے بد بخت اور نیک بخت ہونے کو لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ (۴) چوتھی قسم: وہ تقدیر جو مقدر کی ہوئی چیزوں کو وقتوں کی جانب لے جاتی ہے، اور اللہ تعالی نے خیر (بھلائی) اور شر (برائی) کو پیدا فرمایا اور بندے تک اس کے آنے کو معلوم وقتوں میں مقدر فرمایا، اللہ تعالی نے ہی خیر اور شر کو پیدا فرمایا ہے اس بات پر دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے: (بیشک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں (۴۷) جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر گھسیٹے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ (۴۸) بیشک ہم نے ہر چیز ایک

اندازہ سے پیدا فرمائی (۴۹)۔ یہ آیت فرقۂ قدریہ کے حق میں نازل ہوئی ہے، ان کو کہا گیا ہے کہ وہ لوگ جہنم میں ہیں، اور اللہ تعالی نے فرمایا: (تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے (۱) اس کی سب مخلوق کے شر سے (۲)۔ اور یہ قسم جب بندے کو توفیق حاصل ہو گئی تو بندے سے پھیر اگیا اس تک پہنچنے سے پہلے۔

وَفِي الْحَدِيْثِ: ﴿إِنَّ الصَّدَقَةَ وَصِلَةَ الرَّحِمِ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَتُقَلِّبُهُ سَعَادَةً﴾ وَفِي الْحَدِيْثِ: ﴿إِنَّ الدُّعَاءَ وَالْبَلَاءَ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ يَقْتَتِلَانِ، وَيَدْفَعُ الدُّعَآءُ الْبَلَآءَ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ﴾۔ وَزَعَمَتِ الْقَدَرِيَّةُ اَنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمْ يُقَدِّرِ الْاَشْيَاءَ فِي الْقِدَمِ، وَلَا سَبَقَ عِلْمُهُ بِهَا، وَاَنَّهَا مُسْتَاْنَفَةٌ، وَاَنَّهُ تَعَالٰى يَعْلَمُهَا بَعْدَ وُقُوْعِهَا، وَكَذَّبُوْا عَلَى اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى جَلَّ عَنْ اَقْوَالِهِمُ الْكَاذِبَةِ وَتَعَالٰى عُلُوًّا كَبِيْراً، وَهٰؤُلَاءِ انْقَرَضُوْا وَصَارَتِ الْقَدَرِيَّةُ فِي الْاَزْمَانِ الْمُتَاَخِّرَةِ يَقُوْلُوْنَ: اَلْخَيْرُ مِنَ اللهِ وَالشَّرُّ مِنْ غَيْرِهٖ، تَعَالَى اللهُ عَنْ قَوْلِهِمْ۔

ترجمہ: اور حدیثِ پاک میں ہے (کہ صدقہ اور صلہ رحمی (رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی کرنا) بری موت کو دور کر دیتا ہے اور اس کو سعادت مندی سے بدل دیتا ہے)۔ اور ایک دوسری حدیثِ پاک میں ہے کہ (بے شک دعاء اور بلاء آسمان اور زمین کے درمیان لڑتے ہیں اور دعا بلا کو نازل ہونے سے پہلے دور کر دیتی ہے)۔ اور فرقۂ قدریہ والوں نے گمان کیا کہ اللہ تعالی نے زمانۂ قدیم میں کسی چیز کو مقدر نہیں فرمایا اور نہ اللہ تعالی کا علم ان چیزوں سے سبقت لے گیا، بلکہ وہ اشیاء از سر نو ہوئی ہیں، اور اللہ تعالی ان کو ان کے وقوع پذیر ہونے کے بعد جانتا ہے (معاذ اللہ) اور انہوں نے اللہ (سبحانہ و تعالی جو ان کے جھوٹی باتوں سے بلند و بالا ہے) پر جھوٹ باندھا، اور اللہ تعالی بہت بلند و بالا ہے، اور یہ سب ہلاک ہو گئے، اور زمانۂ آخرہ میں پھر سے قدریہ ہو گئے وہ کہتے ہیں کہ: خیر اللہ تعالی کی جانب سے ہے اور شر اللہ کے غیر کی جانب سے ہے، اللہ ان کے قول سے بلند و بالا ہے۔

وَصَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: ﴿اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ﴾ سَمَّاهُمْ مَجُوْساً لِمُضَاهَاةِ مَذْهَبِهِمْ مَذْهَبَ الْمَجُوْسِ، وَزَعَمَتِ الثَّنْوِيَّةُ اَنَّ الْخَيْرَ مِنْ فِعْلِ النُّوْرِ وَالشَّرَّ مِنْ فِعْلِ الظُّلْمَةِ فَصَارُوْا ثَنْوِيَّةً، كَذٰلِكَ الْقَدَرِيَّةُ يُضِيْفُوْنَ الْخَيْرَ اِلَى اللهِ وَالشَّرَّ اِلٰى غَيْرِهٖ وَهُوَ تَعَالٰى خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔ قَالَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِي كِتَابِ الْاِرْشَادِ: اِنَّ بَعْضَ الْقَدَرِيَّةِ تَقُوْلُ: لَسْنَا بِقَدَرِيَّةٍ بَلْ اَنْتُمُ الْقَدَرِيَّةُ لِاِعْتِقَادِكُمْ اَخْبَارَ الْقَدَرِ، وَرُدَّ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْجَهْلَةِ بِاَنَّهُمْ يُضِيْفُوْنَ الْقَدَرَ اِلٰى اَنْفُسِهِمْ، وَمَنْ يَّدَّعِي الشَّرَّ لِنَفْسِهٖ وَيُضِيْفُهُ اِلَيْهَا اَوْلٰى بِاَنْ يُّنْسَبَ اِلَيْهِ مِمَّنْ يُّضِيْفُهُ لِغَيْرِهٖ وَيَنْفِيْهِ عَنْ نَفْسِهٖ۔

ترجمہ: اور نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں) نبی ﷺ نے ان کا نام مجوسی رکھا ان کے مذہب کے مجوسیوں کے مذہب سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے، اور فرقۂ ثنویہ نے گمان کیا کہ خیر نور کے فعل سے ہے اور شر ظلمت کے فعل سے ہے پس وہ ثنویہ ہو گئے، اور ایسے ہی قدریہ خیر کی نسبت اللہ تعالی کی جانب کرتے ہیں اور شر کی نسبت اللہ تعالی کے غیر کی جانب کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی خیر اور شر دونوں کا خالق ہے۔ امام الحرمین نے کتاب الارشاد میں فرمایا ہے: کہ بعض قدریہ کہتے ہیں کہ ہم قدریہ نہیں ہیں بلکہ تمہارے تقدیر کی خبروں پر یقین رکھنے کی وجہ سے تم لوگ قدریہ ہو، اور ان کی نادانی پر ان کا رد کیا گیا ہے کہ یہ لوگ تقدیر کی نسبت اپنی جانب کرتے ہیں، اور جو شر کا اپنے لئے دعوی کرتا ہے اور اس کی نسبت اپنی طرف کرتا ہے تو یہ اولی ہے اس طور پر کہ وہ اپنی طرف اس چیز کی نسبت کرتے ہیں جس چیز کی نسبت اپنے غیر کے لئے کرتے ہیں اور اس چیز کی اپنے نفس سے نفی کرتے ہیں۔

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ، قَالَ: اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ﴾ وَهٰذَا مَقَامُ الْمُشَاهَدَةِ لِاَنَّ مَنْ قَدَرَ اَنْ يُّشَاهِدَ الْمَلِكَ اِسْتَحْيٰى اَنْ يَّلْتَفِتَ اِلٰى غَيْرِهٖ فِي الصَّلَاةِ وَاَنْ يَّشْغَلَ قَلْبَهٗ بِغَيْرِهٖ وَمَقَامُ الْاِحْسَانِ مَقَامُ الصِّدِّيْقِيْنَ وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ الْاِشَارَةُ اِلٰى ذٰلِكَ۔ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿فَاِنَّهٗ يَرَاكَ﴾ غَافِلاً اِنْ غَفَلْتَ فِي الصَّلَاةِ وَحَدَّثَتِ النَّفْسُ فِيْهَا۔ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ﴾ هٰذَا الْجَوَابُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا

يَعْلَمُ مَتَى السَّاعَةُ؟ بَلْ عِلْمُ السَّاعَةِ مِمَّا اِسْتَأْثَرَ اللهُ تَعَالٰى بِهٖ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ لقمان: ٣٤۔ وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا تَأْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً﴾ الاعراف: ١٨٧۔ وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْباً﴾ الاحزاب: ٦٣۔

ترجمہ: حضرتِ جبریل علیہ السلام کا قول: ﴿فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ، قَالَ: اَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ﴾ یہ مشاہدہ (معاینہ کرنے) کا مقام ہے اس لئے کہ جو بادشاہ کا مشاہدہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو وہ نماز میں اس کے غیر کی جانب التفات کرنے سے اور بادشاہ کے غیر کے ساتھ اس کے دل کے مشغول رہنے سے حیا محسوس کرتا ہے، اور احسان کا مقام صدّیقین کا مقام ہے جو کہ پہلی حدیث میں گزر چکا جس میں اس کی جانب اشارہ تھا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان: (فَاِنَّهٗ يَرَاكَ) غافل ہو کر اگر تو نماز میں غافل رہا اور نماز میں خود سے بات کی۔ جبریل علیہ السلام کا قول: ﴿فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ﴾ یہ جواب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نہیں جانتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ بلکہ قیامت کا علم ان چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالی نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: (بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم)، اور (ایک دوسری جگہ) اللہ تعالی نے فرمایا: (بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک)، (مزید) اللہ تعالی نے فرمایا: (اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو)۔

وَ مَنْ اِدَّعٰى اَنَّ عُمَرَ الدُّنْيَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ سَنَةً وَ اَنَّهٗ بَقِيَ مِنْهَا ثَلَاثَةٌ وَ سِتُّوْنَ اَلْفَ سَنَةً فَهُوَ قَوْلٌ بَاطِلٌ، حَكَاهُ الطَّوْخِيُّ فِي اَسْبَابِ التَّنْزِيْلِ عَنْ بَعْضِ الْمُنَجِّمِيْنَ وَ اَهْلِ الْحِسَابِ، وَ مَنْ اِدَّعٰى اَنَّ عُمَرَ الدُّنْيَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةً فَهٰذَا يَسُوْفُ عَلَى الْغَيْبِ وَ لَا يَحِلُّ اِعْتِقَادُهٗ۔ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا، قَالَ: اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا﴾ اَلْاَمَارُ وَ الْاَمَارَةُ بِاِثْبَاتِ التَّاءِ وَ حَذْفِهَا لُغَتَانِ، وَ رُوِيَ رَبَّهَا وَ رَبَّتَهَا، قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ هٰذَا اِخْبَارٌ عَنْ كَثْرَةِ السَّرَارِيْ وَ اَوْلَادِهِنَّ، فَاِنَّ وَلَدَهَا مِنْ سَيِّدِهَا بِمَنْزِلَةِ سَيِّدِهَا لِاَنَّ مَالَ الْاِنْسَانِ صَائِرٌ اِلٰى وَلَدِهٖ، وَ قِيْلَ مَعْنَاهُ اَلْاِمَاءُ يَلِدْنَ الْمُلُوْكَ فَتَكُوْنُ اُمُّهٗ مِنْ جُمْلَةِ رَعِيَّتِهٖ۔

ترجمہ: اور جس نے یہ دعوی کیا کہ دنیا کی عمر ستر ہزار سال ہے اور اس مین سے صرف ترسٹھ ہزار سال باقی رہ گئے ہیں پس یہ باطل قول ہے، اس کو طوخی نے اسباب التنزیل میں بعض اہلِ حساب اور بعض نجومیوں سے نقل کیا ہے، اور جس نے یہ دعوی کیا کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے پس یہ (قائل) غیب پر صبر کرتا ہے اور اس کا اعتقاد رکھنا حلال نہیں ہے۔ جبرئیل علیہ السلام کا قول: ﴿فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا، قَالَ: اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا﴾ اَلْاَمَارُ وَ الْاَمَارَةُ تاء کے اثبات کے ساتھ اور تاء کے حذف کے ساتھ دونوں لغتیں ہیں، اور رَبُّهَا وَ رَبَّتَهَا دونوں روایت کیا گیا ہے، اور اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ یہ باندیوں اور ان کی اولاد کی کثرت کے بارے مین خبر دینا ہے، پس یقیناً ان کا لڑکا ان کے آقا (کے نطفہ) سے ہو گا جو ان کے آقا کی منزل میں ہو گا اس لئے کہ انسان کا مال اس کے لڑکے کی جانب مائل (لوٹتا) ہے، اور کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ باندیاں بادشاہوں کو جنے گیں پس ان کی ماں ان کی جملہ رعایہ میں سے ہو گی۔

وَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَعْنٰى: اَنَّ الشَّخْصَ يَسْتَوْلِدُ الْجَارِيَةَ وَلَداً وَ يَبِيْعُهَا فَيَكْبُرُ الْوَلَدُ وَ يَشْتَرِيْ اُمَّهٗ، وَ هٰذَا مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ۔ قَوْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: ﴿وَ اَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ﴾ اِذِ الْعَالَةُ هُمُ الْفُقَرَاءُ، وَ الْعَائِلُ الْفَقِيْرُ، وَ الْعَيْلَةُ الْفَقْرُ، وَ عَالَ الرَّجُلُ يَعِيْلُ عَيْلَةً اَيْ: اِفْتَقَرَ، وَ الرِّعَاءُ بِكَسْرِ الرَّاءِ وَ بِالْمَدِّ وَ يُقَالُ فِيْهِ: رُعَاةٌ، بِضَمِّ الرَّاءِ وَ زِيَادَةِ تَاءٍ بِلَا مَدٍّ مَعْنَاهُ اَنَّ اَهْلَ الْبَادِيَةِ وَ اَشْبَاهِهِمْ مِنْ اَهْلِ الْحَاجَةِ وَ الْفَاقَةِ يَتَرَقَّوْنَ فِي الْبُنْيَانِ وَ الدُّنْيَا تُبْسَطُ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَاهُوْا فِي الْبُنْيَانِ۔

ترجمہ: اور یہ معنی ہونے کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ ایک شخص باندی سے لڑکا چاہے گا پھر اس باندی کو بیچے گا پس لڑکا بڑا ہو جائے گا اور وہ اپنی ماں کو خریدے گا، اور یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان: (وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ) اس لئے کہا اَلْعَالَة وہ فقراء ہیں، اور اَلْعَائِلُ

الْفَقِیْر کے معنی میں ہے، اور العَیْلَۃ الفقرُ کے معنی میں ہے اور عَالَ الرَّجُلُ یَعِیْلُ عَیْلَۃً یعنی آدمی فقیر ہو گیا (باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ہے) اور الرِّعَاءُ راء کے کسرہ کے ساتھ اور مد کے ساتھ اور اس میں کہا جاتا ہے رُعَاۃُ راء کے ضمہ کے ساتھ اور مد کے بغیر تاء کی زیادتی کے ساتھ، اس کا معنی یہ ہے کہ صحراء اور جنگل کے رہنے والے اور ان کے مشابہ حاجت اور فاقہ والے عمارت اور دنیا میں چڑھیں گے اور ان کے لئے پھیلا دیا جائے گا یہاں تک کہ عمارت میں فخر کریں گے۔

قَوْلُهُ: ﴿فَلَبِثَ مَلِیّاً﴾ هُوَ بِفَتْحِ الثَّاءِ عَلٰی اَنَّهُ لِلْغَائِبِ، وَقِیْلَ: فَلَبِثْتُ بِزِیَادَةِ تَاءِ الْمُتَكَلِّمِ، وَكِلَاهُمَا صَحِیْحٌ۔ وَمَلِیّاً بِتَشْدِیْدِ الْیَاءِ مَعْنَاهُ وَقْتاً طَوِیْلاً، وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیِّ، اَنَّهُ قَالَ: بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ۔ وَفِیْ شَرْحِ التَّنْبِیْهِ لِلْبَغْوِیِّ اَنَّهُ قَالَ: بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاَكْثَرَ، وَظَاهِرُ هٰذَا اَنَّهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَیَالٍ۔ وَفِیْ ظَاهِرِ هٰذَا مُخَالَفَةٌ لِقَوْلِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ حَدِیْثِهٖ، ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ﴿رُدُّوْا عَلَیَّ الرَّجُلَ﴾ فَاَخَذُوْا یَرُدُّوْنَهُ فَلَمْ یَرَوْا شَیْئاً فَقَالَ ﷺ: ﴿هٰذَا جِبْرِیْلُ﴾۔ فَیُمْكِنُ الْجَمْعُ بَیْنَهُمَا بِاَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ لَمْ یَحْضُرْ ﴿عِنْدَ﴾ قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ لَهُمْ فِی الْحَالِ، بَلْ كَانَ قَدْ قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ فَاَخْبَرَ النَّبِیُّ ﷺ الْحَاضِرِیْنَ فِی الْحَالِ، وَاَخْبَرُوْا عُمَرَ بَعْدَ ثَلَاثٍ اِذْ لَمْ یَكُنْ حَاضِراً عِنْدَ اِخْبَارِ الْبَاقِیْنَ۔

ترجمہ: ان کا قول: (فَلَبِثَ مَلِیّاً) ثاء کے فتحہ کے ساتھ اس طور پر کہ یہ غائب کے لئے ہے، اور فَلَبِثْتُ بھی کہا گیا ہے تائے متکلم کی زیادتی کے ساتھ، اور یہ دونوں درست ہیں، اور مَلِیّاً یاء کی تشدید کے ساتھ اس کا معنی طویل وقت ہے، اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ تین دن بعد، امام بغوی کی شرح التنبیہ میں ہے کہ انہوں نے کہا تین دن سے زیادہ کے بعد، اور ظاہر یہ ہے کہ تین راتوں کے بعد، اور ظاہر میں یہ قول حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ان کے قول کی مخالفت کرتا ہے، پھر وہ شخص واپس چلا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اس آدمی کو میرے پاس لاؤ) تو لوگوں نے اس کو پکڑنا چاہا لیکن انہوں نے کچھ (کسی کو) نہ دیکھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ جبریل ہیں) پس اس کے مابین جمع کرنا ممکن ہے بایں طور کہ نبی ﷺ کا صحابہ سے فوراً فرمانے کے وقت حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ وہاں پر حاضر نہ تھے بلکہ مجلس سے کھڑے ہو گئے تھے پھر نبی ﷺ نے حاضرین کو ترنت خبر دی، اور صحابہ نے حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کو تین دن بعد خبر دی اس لئے کہ حضرتِ عمر بقیہ خبر دینے کے وقت حاضر نہ تھے۔

وَقَوْلُهُ ﷺ: ﴿هٰذَا جِبْرِیْلُ اَتَاكُمْ یُعَلِّمُكُمْ دِیْنَكُمْ﴾ فِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ، وَالْاِسْلَامَ وَالْاِحْسَانَ، تُسَمّٰی كُلُّهَا دِیْناً، وَفِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاِیْمَانَ بِالْقَدَرِ وَاجِبٌ، وَعَلٰی تَرْكِ الْخَوْضِ فِی الْاُمُوْرِ، وَعَلٰی وُجُوْبِ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَی ابْنِ حَنْبَلٍ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ، فَقَالَ: عِظْنِیْ، فَقَالَ لَهُ: اِنْ كَانَ اللهُ تَعَالٰی قَدْ تَكَفَّلَ بِالرِّزْقِ فَاهْتِمَامُكَ لِمَاذَا؟ وَاِنْ كَانَ الْخَلَفُ عَلَی اللهِ حَقّاً فَالْبُخْلُ لِمَاذَا؟ وَاِنْ كَانَتِ الْجَنَّةُ حَقّاً فَالرَّاحَةُ لِمَاذَا؟ وَاِنْ كَانَتِ النَّارُ حَقّاً فَالْمَعْصِیَةُ لِمَاذَا؟ وَاِنْ كَانَ سُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِیْرٍ حَقّاً فَالْاُنْسُ لِمَاذَا؟ وَاِنْ كَانَتِ الدُّنْیَا فَانِیَةً فَالطُّمَاْنِیْنَةُ لِمَاذَا؟ وَاِنْ كَانَ الْحِسَابُ حَقّاً فَالْجَمْعُ لِمَاذَا؟ وَاِنْ كَانَ كُلُّ شَیْءٍ بِقَضَاءٍ وَقَدَرٍ فَالْخَوْفُ لِمَاذَا؟

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان: (هٰذَا جِبْرِیْلُ اَتَاكُمْ یُعَلِّمُكُمْ دِیْنَكُمْ) اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ اسلام اور ایمان اور احسان ان سب کا نام دین رکھا جاتا ہے، اور حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ ایمان بالقدر (تقدیر پر ایمان لانا) واجب ہے، اور معاملات میں مشغول ہونے (نکتہ چینی کرنے) کو ترک کرنے پر، اور رضا بالقضاء (تقدیر پر راضی رہنے) پر بھی یہ حدیث دلیل ہے، ایک آدمی حضرتِ امام ابنِ حنبل رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی آپ مجھے نصیحت کریں، تو آپ نے اس سے فرمایا: اگر اللہ تعالی رزق کا کفیل ہے تو تیرا اہتمام کرنا کیسا؟ اور اگر اللہ تعالی کا وعدہ پورا کرنا (بدلہ دینا) حق ہے تو بخل کیسا؟ اور اگر جنت حق ہے تو تو

(دنیوی) راحت کیسے؟اور اگر جہنم حق ہے تونافرمانی کیسی؟اور اگر منکر نکیر کے سوال حق ہیں توانسیت کیسی؟اور اگر دنیافانی ہے تو(دنیامیں) طمانیت کیسی؟اور اگر حساب حق ہے تو(مال کا) جمع کرناکیسا؟اور اگر ہر چیز قضااور قدر سے ہے توخوف کیسا؟

فَائِدَۃٌ: ذَکَرَ صَاحِبُ مَقَامَاتِ الْعُلَمَآءِ اَنَّ الدُّنْیَا کُلَّھَا مَقْسُوْمَۃٌ عَلٰی خَمْسَۃٍ وَّ عِشْرِیْنَ قِسْماً: خَمْسَۃٌ بِالْقَضَاءِ وَ الْقَدَرِ، وَ خَمْسَۃٌ بِالْاِجْتِھَادِ، وَ خَمْسَۃٌ بِالْعَادَۃِ، وَ خَمْسَۃٌ بِالْجَوْھَرِ، وَ خَمْسَۃٌ بِالْوِرَاثَۃِ، فَاَمَّا الْخَمْسَۃُ الَّتِی بِالْقَضَاءِ وَ الْقَدَرِ: فَالرِّزْقُ، وَ الْوَلَدُ، وَ الْاَھْلُ، وَ السُّلْطَانُ، وَ الْعُمُرُ۔ وَ الْخَمْسَۃُ الَّتِی بِالْاِجْتِھَادِ: فَالْجَنَّۃُ، وَ النَّارُ، وَ الْعِفَّۃُ، وَ الْفُرُوْسِیَّۃُ، وَ الْکِتَابَۃُ، وَ الْخَمْسَۃُ الَّتِی بِالْعَادَۃِ: فَالْاَکْلُ، وَ النَّوْمُ، وَ الْمَشْیُ، وَ النِّکَاحُ، وَ التَّغَوُّطُ۔

ترجمہ: فائدہ: صاحب مقاماتِ علماء نے ذکر کیا ہے کہ تمام دنیا پچیس قسموں پر تقسیم کی ہوئی ہے، پانچ قضاء و قدر کے ساتھ، اور پانچ اجتہاد کے ساتھ، اور پانچ عادت کے ساتھ، اور پانچ جوہر کے ساتھ، اور پانچ وراثت کے ساتھ۔ پس رہے وہ پانچ جو قضاء وقدر کے ساتھ ہیں تو وہ (۱) رزق، (۲) لڑکا (بال بچے)، (۳) گھر والے، (۴) بادشاہ، اور (۵) عمر ہیں، اور وہ پانچ جو اجتہاد کے ساتھ ہیں تو وہ (۱) جنت، (۲) دوزخ، (۳) پاک دامنی، (۴) شہسواری، (۵) لکھائی ہیں۔ اور وہ پانچ جو عادت کے ساتھ ہیں تو وہ (۱) کھانا، (۲) سونا، (۳) چلنا، (۴) نکاح کرنا، (۵) پاخانہ کرنا ہیں۔

وَ الْخَمْسَۃُ الَّتِی بِالْجَوْھَرِ: فَالزُّھْدُ، وَ الذَّکَاءُ، وَ الْبَذْلُ، وَ الْجَمَالُ، وَ الْھَیْبَۃُ۔ و۔ الْخَمْسَۃُ الَّتِی بِالْوِرَاثَۃِ: فَالْخَیْرُ، وَ التَّوَاصِلُ، وَ السَّخَاءُ، وَ الصِّدْقُ، وَ الْاَمَانَۃُ۔ وَ ھٰذَا کُلُّہٗ لَایُنَافِیْ قَوْلَہٗ ﷺ ﴿کُلُّ شَیْءٍ بِقَضَاءٍ وَ قَدَرٍ﴾ وَ اِنَّمَا مَعْنَاہُ: اَنَّ بَعْضَ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ یَکُوْنُ مُرَتَّباً عَلٰی سَبَبٍ، وَ بَعْضُھَا یَکُوْنُ بِغَیْرِ سَبَبٍ، وَ الْجَمِیْعُ بِقَضَاءٍ وَ قَدَرٍ۔

ترجمہ: اور وہ پانچ جو جوہر کے ساتھ ہیں تو وہ (۱) زہد، (۲) عقل مندی، (۳) خرچ کرنا یعنی سخاوت، (۳) جمال یعنی خوبصورتی، (۴) اور ہیبت ہیں۔ اور وہ پانچ جو وراثت کے ساتھ ہیں تو وہ (۱) خیر یعنی بھلائی، (۲) تعلّق رکھنا، (۳) فیاضی کرنا، (۴) سچ بولنا، (۵) اور امانت ادا کرنا ہیں۔ اور تمام کی تمام چیزیں نبی ﷺ کے فرمان (کُلُّ شَیْءٍ بِقَضَاءٍ وَقَدَرٍ) کے منافی نہیں ہیں، اور محض اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ بیشکان اشیاء میں سے بعض کسی نہ کسی سبب پر مرتب ہوتی ہیں اور بعض بلا سبب مرتب ہوتی ہیں، اور تمام کی تمام چیزیں قضاء وقدر سے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَھَادَۃِ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ، وَإِقَامِ الصَّلَاۃِ، وَإِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ۔ "صحیح البخاری"، کتاب الإیمان، باب دعائکم إیمانکم، ر:8، 1/14۔ (صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان أرکان الإسلام...إلخ، ر:16، ص27.)

ترجمہ: حضرت ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اسلام پانچ چیزوں پر قائم کیا گیا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

راوی کی حالات : آپ کا نام عبد اللہ بن عمر ہے، ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے ۷۳ ھ میں شہادتِ ابن زبیر سے تین ماہ بعد وفات پائی، ذی طوی کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے، چوراسی سال عمر شریف پائی، بڑے متقی اور اعمل بالسنۃ تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ (مراۃ۔ جلد۔۱۔ ص۴۵)

قَوْلُهُ ﷺ: ﴿بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ﴾ اَیْ: فَمَنْ اَتٰی بِهٰذِهِ الْخَمْسِ فَقَدْ تَمَّ اِسْلَامُهُ، کَمَا اَنَّ الْبَیْتَ یَتِمُّ بِاَرْکَانِهٖ کَذٰلِكَ الْاِسْلَامُ یَتِمُّ بِاَرْکَانِهٖ وَ هِیَ خَمْسٌ، وَ هٰذَا بِنَاءٌ مَعْنَوِیٌّ شُبِّهَ بِالْحِسِّیِّ، وَ وَجْهُ التَّشْبِیْهِ اَنَّ الْبِنَاءَ الْحِسِّیَّ اِذَا انْهَدَمَ بَعْضُ اَرْکَانِهٖ لَمْ یَتِمَّ، فَکَذٰلِكَ الْبِنَاءُ الْمَعْنَوِیُّ، وَ لِهٰذَا قَالَ ﷺ: ﴿اَلصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ تَرَکَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّیْنَ﴾ وَ کَذٰلِكَ یُقَاسُ الْبَقِیَّةُ، وَ مِمَّا قِیْلَ فِی الْبِنَاءِ الْمَعْنَوِیِّ:

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمان: یعنی جو شخص ان پانچ چیزوں کو بجالایا پس تحقیق کہ اس نے اپنے اسلام کو مکمل کر لیا، جیسے کہ گھر اپنے ارکان کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے ایسے ہی اسلام اپنے ارکان کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے، اور اسلام کے ارکان پانچ ہیں، اور یہ بنائے معنوی بنائے حسّی کے مشابہ ہے اور دونوں کے درمیان وجہ تشبیہ یہ ہے کہ بنائے حسّی جب اس کے بعض ارکان منہدم (گر) ہو جائیں تو وہ مکمل نہیں ہوتا پس ایسے ہ بنائے معنوی بھی ہے، اور اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نماز دین کا ستون ہے پس جس نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے دین کو ڈھا (گرا) دیا) اور ایسے ہی بقیہ کو قیاس کیا جائے گا۔ اور اسی میں سے یہ بھی ہے جو بنائے معنوی میں کہا گیا ہے (شعر)۔

بَنَا الْاُمُوْرَ بِاَهْلِ الدِّیْنِ مَا صَلَحُوْا ۔۔۔ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَبِالْاَشْرَارِ تُنْقَادُ

لَا یُصْلِحُ النَّاسُ فَوْضٰی لَا سَرَاةَ ۔۔۔ لَهُمْ وَ لَا سَرَاةَ اِذَا جُهَّالُهُمْ سَادُوْا

وَ الْبَیْتُ لَا یَبْتَنِیْ اِلَّا لَهٗ عَمَدٌ ۔۔۔ وَ لَا عِمَادَ اِذَا لَمْ تُرَسَّ اَوْتَادُ

وَ قَدْ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُنَافِقِیْنَ فَقَالَ تَعَالٰی: ﴿اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ﴾ التوبة: ۱۰۹۔ شُبِّهَ بِنَاءُ الْمُؤْمِنِ بِالَّذِیْ وَضَعَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی وَسْطِ طَوْدٍ اَیْ: جَبَلٍ رَاسِخٍ، وَ شُبِّهَ بِنَاءُ الْکَافِرِ بِمَنْ وَضَعَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی طَرَفِ جُرُفٍ بَحْرٍ هَارٍ، لَا ثُبَاتَ لَهٗ فَاَکَلَهُ الْبَحْرُ فَانْهَارَ الْجُرُفُ فَانْهَارُ بُنْیَانِهٖ فَوَقَعَ بِهٖ فِی الْبَحْرِ، فَغَرَقَ، فَدَخَلَ جَهَنَّمَ۔

ترجمہ: (اللہ نے) معاملات کی بنیاد رکھی ہے دین والوں کے ذریعہ جب تک وہ نیک رہیں۔ اور اگر انہوں نے منہ پھیرا تو برے لوگوں کے ذریعہ (انہیں) جھکایا جائے گا۔

(اس وقت تک) لوگ لادینی کو درست نہیں کرتے (جب تک) ان کے لئے سردار نہ ہو۔ اور (اس وقت تک) سردار نہیں ہوتا (جب تک) ان کے جاہل لوگ سرداری کریں۔ اور گھر نہیں بنایا جاتا مگر اس کے لئے ستون ہوتے ہیں۔ اور ستون (اس وقت تک) نہیں ہوتے جب تک کیلوں سے مضبوط نہ کیا جائے۔

اور اللہ تعالی نے مؤمنین اور منافقین کی مثال بیان فرمائی ہے، پس اللہ تعالی نے فرمایا: (تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر)۔ مؤمن کی عمارت کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس نے اپنی عمارت (کی بنیاد) بڑے پہاڑ کے وسط (بیچ) میں رکھی گئی ہو، یعنی مضبوط پہاڑ، اور منافقین کی عمارت کو اس کے ساتھ تشبیہ

دی گئی ہے جس نے اپنی عمارت (کی بنیاد) گرنے والے سمندر کے کگار کے کنارے پر رکھی گئی ہو، پس اس کے لئے کوئی پائیداری نہیں ہوتی، پس سمندر اس کو کھا گیا، پس (جونہی) کگار بہی تو اس کی عمارت بھی بہہ جائے گی لہٰذا وہ عمارت کے ساتھ سمندر میں جاپڑے گا، پس وہ غرق ہوگا اور جہنم میں داخل ہوگا۔

قَوْلُهُ ﷺ ﴿بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ﴾ اَیْ: بِخَمْسٍ عَلٰى اَنْ تَكُوْنَ عَلٰى: بِمَعْنَى الْبَاءِ وَإِلَّا فَالْمَبْنِيُّ غَيْرُ الْمَبْنِيِّ عَلَيْهِ فَلَوْ اَخَذْنَا بِظَاهِرِهٖ لَكَانَتِ الْخَمْسَةُ خَارِجَةً عَنِ الْإِسْلَامِ وَهُوَ فَاسِدٌ، وَيَحْتَمِلُ اَنْ تَكُوْنَ بِمَعْنَى مِنْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ﴾ المؤمنون: ۶- اَیْ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ۔ اَلْخَمْسَةُ الْمَذْكُوْرَةُ فِی الْحَدِيْثِ اُصُوْلُ الْبِنَاءِ وَاَمَّا التَّتِمَّاتُ الْمُكَمِّلَاتُ كَبَقِيَّةِ الْوَاجِبَاتِ وَسَائِرِ الْمُسْتَحَبَّاتِ فَهِيَ زِيْنَةٌ لِلْبِنَاءِ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا فرمان: یعنی پانچ کے ساتھ اس طور پر کہ عَلٰی باء کے معنی میں ہے ورنہ تو بنی اس پر غیر مبنی ہوگا، پس اگر ہم اس کے ظاہر کو لیں تو ضرور پانچ اسلام سے خارج ہوگا اور یہ فاسد ہے، اور عَلٰی مِنْ کے معنی میں ہونے کا بھی احتمال رکھتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان: (مگر اپنی بیبیوں پر) یعنی مِنْ اَزْوَاجِہِمْ۔ حدیث میں ذکر کی ہوئی پانچ چیزیں عمارت کی جڑ ہیں اور رہے تتماتِ مکمّلات جیسے بقیہ واجبات اور تمام مستحبات تو وہ عمارت کی زینت ہیں۔

وَقَدْ وَرَدَ فِی الْحَدِيْثِ اَنَّهُ ﷺ قَالَ: ﴿اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً اَعْلَاهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، قَالَ: وَاَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ﴾۔ قَوْلُهُ ﷺ: ﴿وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ﴾ هٰكَذَا جَآءَ فِی هٰذِهِ الرِّوَايَةِ بِتَقْدِيْمِ الْحَجِّ عَلَى الصَّوْمِ، وَهٰذَا مِنْ بَابِ التَّرْتِيْبِ فِی الذِّكْرِ دُوْنَ الْحُكْمِ، لِاَنَّ صَوْمَ رَمَضَانَ وَجَبَ قَبْلَ الْحَجِّ وَقَدْ جَآءَ فِی الرِّوَايَةِ الْاُخْرٰى تَقْدِيْمُ الصَّوْمِ عَلَى الْحَجِّ۔

ترجمہ: اور حدیث پاک میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ایمان کے ستّر سے زائد شعبہ ہیں ان میں کا اعلیٰ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا ہے، اور فرمایا: ان میں کا ادنی راستہ کی تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے)۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ایسے ہی اس روایت میں روزہ پر حج کی تقدیم آئی ہے، اور یہ تقدیم ذکر میں ترتیب کے باب سے ہے نہ حکم میں، اس لئے کہ ماہِ رمضان کے روزے حج سے پہلے فرض ہوئے ہیں اور ایک دوسری روایت میں حج پر روزے کی تقدیم آئی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: ﴿إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِی بَطْنِ أُمِّهٖ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ، وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: بِكَتْبِ رِزْقِهٖ وَأَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَشَقِیٌّ أَوْ سَعِيْدٌ. فَوَاللهِ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهٗ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى

مَایَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا إِلاَّ ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ أَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا﴾ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ۔ "صحیح البخاری"،کتاب بدء الخلق،باب ذکر الملائکۃ،ر:3208،2/38.

ترجمہ: حضرت ابن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں سچے مصدوق نبی ﷺ نے خبر دی کہ تم میں سے ہر ایک کامادۂ پیدائش ماں کے پیٹ میں جمع کیاجاتا ہے تو چالیس دن نطفہ رہتاہے پھر اسی قدر خون کی پھٹک پھر اسی قدر لوتھڑا پھر ایک فرشتہ اس کی طرف بھیجاجاتاہے پس وہ اس میں روح پھونکتاہے، اور اسے چار باتوں کا حکم دیاجاتاہے اس کے رزق، اس کی موت، اس کے عمل، اور نیک ہونے یابرے ہونے کولکھنے کا، تواس اللہ کی قسم جس کے سواکوئی معبود نہیں کہ تم میں بعض جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتاہے کہ اچانک نوشتہ تقدیر اس کے سامنے آتاہے اور دوزخیوں کے کام کرلیتاہے تو جہنم میں داخل ہوجاتاہے اور تم میں بعض دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتاہے کہ نوشتہ اس کے سامنے آتاہے اور جنتیوں کے کام کرتاہے تووہ جنت میں داخل ہوجاتاہے۔

راوی کے حالات: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن اور ابن امّ عبد ہے، قبیلہ بنی حزیل سے ہیں، قدیم الاسلام اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ عمر فاروق سے پہلے اسلام لائے، صاحبِ ہجر تین ہیں کہ اول حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ پاک کی جانب ہجرت کی، بدر اور تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بردار اور صاحب اسرار تھے، سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور پانی لوٹا آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ عہد فاروقی میں کوفہ کے قاضی رہے، عہد عثمانی میں مدینہ پاک آگئے، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی ۳۲ھ میں مدینہ پاک میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے، خلفاء راشدین کے بعد بڑے فقیہ اور عالم صحابی آپ ہیں، امام ابو حنیفہ اکثر آپ ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مراۃ۔ جلد۔۱۔ ص۷۸)

قَوْلُہٗ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ: ﴿وھو الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ﴾ اَیْ: شَھِدَ اللہُ لَہٗ بِاَنَّہُ الصَّادِقُ، وَالْمَصْدُوْقُ بِمَعْنٰی الْمُصَدَّقِ فِیْہِ۔ قَوْلُہٗ ﷺ: ﴿یُجْمَعُ خَلْقُہٗ فِیْ بَطْنِ أُمِّہٖ﴾ یَحْتَمِلُ اَنْ یُّرَادَ اَنَّہٗ یُجْمَعُ بَیْنَ مَاءِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَۃِ فَیُخْلَقُ مِنْھُمَا الْوَلَدُ کَمَا قَالَ اللہُ تَعَالٰی: ﴿خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ﴾ الآیۃ، الطارق:۶۔ وَیَحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ اَنَّہٗ یُجْمَعُ مِنَ الْبَدَنِ کُلِّہٖ، وَذٰلِکَ اَنَّہٗ قِیْلَ: اِنَّ النُّطْفَۃَ فِی الطَّوْرِ الْاَوَّلِ تَسْرِیْ فِیْ جَسَدِ الْمَرْأَۃِ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً، وَھِیَ اَیَّامُ التَّوَحُّمَۃِ۔

ترجمہ: عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول: (وَھو الصَّادِقُ الْمَصْدُوْق) یعنی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی گواہی دی ہے بایں طور آپ ﷺ صادق ہیں، اور مصدوق ہی بمعنی مصدّق فیہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: (یُجْمَعُ خَلْقُہٗ فِیْ بَطْنِ أُمِّہٖ) یہ مراد ہونے کا بھی احتمال رکھتاہے کہ عورت اور مرد کے پانی کے درمیان جمع کیاجاتاہے پس ان دونوں سے لڑکا پیدا کیاجاتاہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (پیدا کیا گیا جست کرتے پانی سے)۔ اور اس بات کے مراد ہونے کا بھی احتمال رکھتاہے کہ تمام بدن میں جمع کیاجاتاہے، اور یہ اس طور پر کہ کہا گیاہے: کہ نطفہ پہلی حالت میں چالیس دن تک عورت کے جسم میں سرایت کرتاہے، اور یہ حاملہ ہونے کے ایّام ہیں۔

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ تُجْمَعُ وَیَذُرُ عَلَیْھَا مِنْ تُرْبَۃِ الْمَوْلُوْدِ فَتَصِیْرُ عَلَقَۃً ثُمَّ یَسْتَمِرُّ فِی الطَّوْرِ الثَّانِیْ فَیَأْخُذُ فِی الْکِبْرِ حَتّٰی تَصِیْرُ مُضْغَۃً، وَسُمِّیَتْ مُضْغَۃً لِاَنَّھَا بِقَدْرِ اللُّقْمَۃِ الَّتِیْ تُمْضَغُ، ثُمَّ فِی الطَّوْرِ الثَّالِثِ یُصَوِّرُ اللہُ تِلْکَ الْمُضْغَۃَ وَیَشُقُّ فِیْھَا السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالشَّمَّ وَالْفَمَ، وَیُصَوِّرُ فِیْ دَاخِلِ جَوْفِھَا الْحَوَایَا وَالْاَمْعَاءَ، قَالَ اللہُ تَعَالٰی: ﴿ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ﴾ الآیۃ: آل عمران:۶۔ ثُمَّ اِذَا تَمَّ الطَّوْرُ الثَّالِثُ وَھُوَ اَرْبَعُوْنَ صَارَ لِلْمَوْلُوْدِ اَرْبَعَۃُ اَشْھُرٍ نُفِخَتْ فِی الرُّوْحُ، قَالَ اللہُ تَعَالٰی: ﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ﴾ یَعْنِیْ: اَبَاکُمْ آدَمَ ﴿ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ﴾ یَعْنِیْ ذُرِّیَّتَہٗ، وَالنُّطْفَۃُ: اَلْمَنِیُّ، ، وَاَصْلُھَا الْمَآءُ الْقَلِیْلُ وَجَمْعُھَا نِطَافٌ۔

ترجمہ: پھر اس کے بعد جمع کیا جاتا ہے اور اس پر چھوڑا جاتا ہے یعنی مولود کی مٹی تو وہ خون کی پھٹک ہو جاتا ہے پھر دوسری حالت میں گزرتا ہے تو بڑے حصہ میں اثر کرتا ہے یہاں تک کہ وہ لوتھڑا ہو جاتا ہے، اور اس کا نام مضغہ رکھا گیا اس لئے کہ یہ اس لقمہ کی مقدار میں ہوتا ہے جس کو چبایا جاتا ہے، پھر تیسری حالت میں اللہ تعالی اس مضغہ کی صورت بناتا ہے اور اس میں کان اور آنکھ اور ناک اور منہ نکالتا ہے، اور اس کے اندرونی حصہ کے بیچ میں سمٹی ہوئی آنتوں کی تصویر بناتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: (وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے)۔ پھر جب تیسری حالت پوری ہو جاتی ہے اور وہ چالیس دن ہیں تو یوں نو مولود کو چار مہینہ ہو جاتے ہیں، اب روح پھونکی جاتی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: (اے لوگو اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے) یعنی تمہارے باپ آدم سے (پھر پانی کی بوند سے) یعنی آدم کی اولاد کو، اور نطفہ منی کو کہتے ہیں اور اس کی اصل تھوڑا پانی ہے اور اس کی جمع نِطافآتی ہے۔

﴿ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ﴾ وَهُوَ الدَّمُ الْغَلِيظُ الْمُتَجَمِّدُ، وَتِلْكَ النُّطْفَةُ تَصِيرُ دَماً غَلِيظاً ﴿ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ﴾ وَهِيَ لَحْمَةٌ ﴿مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ﴾ الحج: ۵۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مُخَلَّقَةٌ أَيْ: تَامَّةٌ، وَغَيْرُ مُخَلَّقَةٍ أَيْ: غَيْرُ تَامَّةٍ بَلْ نَاقِصَةُ الْخَلْقِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: مُصَوَّرَةٌ وَغَيْرُ مُصَوَّرَةٍ، يَعْنِي السِّقْطَ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ﴿إِنَّ النُّطْفَةَ إِذَا اسْتَقَرَّتْ فِي الرَّحِمِ أَخَذَهَا الْمَلَكُ بِكَفِّهِ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ مُخَلَّقَةٌ أَوْ غَيْرُهُ مُخَلَّقَةٍ؟ فَإِنْ قَالَ: غَيْرُ مُخَلَّقَةٍ، قَذَفَهَا فِي الرَّحِمِ دَماً وَلَمْ تَكُنْ نَسَمَةً، وَإِنْ قَالَ: مُخَلَّقَةٌ، قَالَ الْمَلَكُ: أَيْ رَبِّ أَ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ مَا الرِّزْقُ وَمَا الْأَجَلُ وَبِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ؟ فَيُقَالُ لَهُ اِذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْكِتَابِ فَإِنَّكَ تَجِدُ فِيهَا كُلَّ ذٰلِكَ۔ فَيَذْهَبُ فَيَجِدُهَا فِي أُمِّ الْكِتَابِ فَيَنْسَخُهَا فَلَا تَزَالُ مَعَهُ حَتّٰى يَأْتِيَ إِلَى آخِرِ صِفَتِهِ﴾۔

ترجمہ: (پھر خون کی پھٹک سے) اور وہ گاڑھا جمع ہوا خون ہیاور وہ نطفہ گاڑھا خون ہو جاتا ہے (پھر گوشت کی بوٹی سے) اور وہ گوشت ہے (نقشہ بنی اور بے بنی)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مُخَلَّقَۃٍ یعنی مکمل اور غَیْرُ مُخَلَّقَۃٍ یعنی غیر مکمل بلکہ ناقص الخلق، اور مجاہد نے کہا کہ مُخَلَّقَۃٍ کا معنی مُصَوَّرَۃٌ تصویر دی ہوئی ہے اور غَیْرُ مُخَلَّقَۃٍ کا معنی غَیْرُ مُصَوَّرَۃٍ تصویر نہ دی ہوئی یعنی ناتمام بچہ جو وقت سے پہلے گر جائے ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (نطفہ جب رحم میں قرار پا جاتا ہے تو فرشتہ اس کو اپنی ہتھیلی میں لیتا ہے پس کہتا ہے اے میرے رب عزوجل مکمل یا غیر مکمل؟ پس اگر رب تعالی نے فرمایا غیر مکمل، تو فرشتہ اس کو رحم میں خون کی حالت میں پھینک دیتا ہے اور وہ ہوں جاندار نہیں ہوتی، اور اگر رب تعالی نے فرمایا مکمل، تو فرشتہ عرض کرتا ہے اے میرے رب عزوجل کیا مرد یا عورت؟ کیا بدبخت یا نیک بخت؟ (اس کا) رزق کتنا اور عمر کتنی اور کس زمین میں مرے گا؟ پس فرشتہ کو کہا جاتا ہے تو اُم الکتاب کی طرف جا پس تو اس میں یہ تمام چیزیں پائے گا، پس فرشتہ جاتا ہے تو اُم الکتاب میں اس کو پاتا ہے لہذا اس کو نقل کرتا ہے اور یہ نقل اس کے پاس ہمیشہ رہتی ہییہاں تک کہ وہ آدمی اپنی آخری حالت کی طرف آ جاتا ہے)۔

وَلِهٰذَا قِيلَ: السَّعَادَةُ قَبْلَ الْوِلَادَةِ۔ قَوْلُهُ ﷺ: ﴿فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ﴾ أَيْ: الَّذِي سَبَقَ فِي الْعِلْمِ، أَوِ الَّذِي سَبَقَ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ، أَوِ الَّذِي سَبَقَ فِي بَطْنِ الْأُمِّ۔ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ الْمَقَادِيرَ أَرْبَعَةٌ۔ قَوْلُهُ ﷺ: ﴿حَتّٰى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ﴾ هُوَ تَمْثِيلٌ وَتَقْرِيبٌ، وَالْمُرَادُ قِطْعَةٌ مِنَ الزَّمَانِ مِنْ آخِرِ عُمْرِهِ وَلَيْسَ الْمُرَادُ حَقِيقَةَ الذِّرَاعِ، وَتَحْدِيدُهُ مِنَ الزَّمَانِ، فَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ثُمَّ مَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَالْمُسْلِمُ إِذَا تَكَلَّمَ فِي آخِرِ عُمْرِهِ بِكَلِمَةِ الْكُفْرِ دَخَلَ النَّارَ۔

ترجمہ: اسی وجہ سے کہا گیا کہ نیک بختی پیدائش سے پہلے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: (فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ) یعنی جو علم الٰہی میں گزرا، یا جو لوحِ محفوظ میں گزرا، یا جو ماں کے پیٹ میں گزرا۔ اور گزر چکا ہے کہ تقدیر چار قسم کی ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: (حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ) یہ مثال بیان کرنا اور بات

کو ذہن سے قریب کرنا ہے، اور مراد آدمی کے عمر کے آخری زمانے کا ٹکڑا ہے اور ذراع کی حقیقت مراد نہیں ہے، اور اس کی حد بندی زمانے سے ہے، پس کافر جب کہے اور پھر مر جائے تو جنت میں داخل ہو گا، اور جب مسلمان اپنی عمر کے آخر میں کلمۂ کفر کہے تو جہنم میں داخل ہو گا۔

وَفِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى عَدَمِ الْقَطْعِ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ، وَإِنْ عَمِلَ سَائِرَ أَنْوَاعِ الْبِرِّ، أَوْ عَمِلَ سَائِرَ أَنْوَاعِ الْفِسْقِ، وَعَلٰى أَنَّ الشَّخْصَ لَا يَتَّكِلُ عَلٰى عَمَلِهِ وَلَا يُعْجِبُ بِهِ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِيْ مَا الْخَاتِمَةُ۔ وَيَنْبَغِيْ لِكُلِّ أَحَدٍ أَنْ يَّسْأَلَ اللهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى حُسْنَ الْخَاتِمَةِ وَيَسْتَعِيْذَ بِاللهِ تَعَالٰى مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ وَشَرِّ الْعَاقِبَةِ۔ فَإِنْ قِيْلَ: قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا﴾ الكهف: ۳۰۔ ظَاهِرُ الْاٰيَةِ أَنَّ الْعَمَلَ الصَّالِحَ مِنَ الْمُخْلِصِ يُقْبَلُ، وَإِذَا حَصَلَ الْقُبُوْلُ بِوَعْدِ الْكَرِيْمِ أَمِنَ مَعَ ذٰلِكَ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ؟

ترجمہ: اور حدیث میں جنت یا جہنم میں داخل ہونے کے عدمِ قطعی ہونے پر دلیل ہے، اگرچہ اس نے نیکی کی تمام قسموں پر عمل کیا یا فسق کی تمام قسموں پر عمل کیا، اور اس بات پر بھی دلیل ہے کہ آدمی اپنے عمل پر بھروسہ نہ کرے اور نہ اپنے عمل پر خوش ہو اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ خاتمہ کیسے ہو گا۔ اور ہر ایک کو اللہ تعالی سے اچھے خاتمہ کا سوال کرنا اور برے خاتمہ اور برے انجام سے اللہ تعالی کی پناہ چاہنا مناسب ہے۔ پس اگر کہا جائے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: (بیشک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے نیگ ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں) پس آیتِ پاک کا ظاہر یہ ہے کہ مخلص کا عملِ صالح قبول کیا جاتا ہے اور جب کریم اللہ کے وعدے سے عمل کا قبول ہونا اس شخص کو حاصل ہو گیا تو اب اس دعوے کے ساتھ برے خاتمہ سے وہ امن پا گیا؟

فَالْجَوَابُ مِنْ وَجْهَيْنِ: أَحَدُهُمَا أَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ مُعَلَّقاً عَلٰى شَرْطِ الْقُبُوْلِ وَحُسْنِ الْخَاتِمَةِ، وَيَحْتَمِلُ أَنَّ مَنْ آمَنَ وَأَخْلَصَ الْعَمَلَ لَا يُخْتَمُ لَهُ دَائِماً إِلَّا بِخَيْرٍ، وَأَنَّ خَاتِمَةَ السُّوْءِ إِنَّمَا تَكُوْنُ فِيْ حَقِّ مَنْ أَسَاءَ الْعَمَلَ أَوْ خَلَطَهُ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ الْمَشُوْبِ بِنَوْعٍ مِنَ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ الْحَدِيْثُ الْاٰخَرُ ﴿إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ﴾ أَيْ: فِيْمَا يَظْهَرُ لَهُمْ صَلَاحُهُ مَعَ فَسَادِ سَرِيْرَتِهِ وَخُبْثِهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ۔ وَفِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلٰى اِسْتِحْبَابِ الْحَلْفِ لِتَأْكِيْدِ الْأَمْرِ فِي النُّفُوْسِ وَقَدْ أَقْسَمَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ﴾ الذاريات: ۲۳۔ وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ﴾ التغابن: ۷۔ وَاللهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ۔

ترجمہ: پس اس سوال کے جواب کی دو وجہیں ہیں: ان میں سے ایک یہ کہ اچھے خاتمہ اور عمل کے قبول ہونے کی شرط پر اس کا معلق ہونا، اور اس کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ جو ایمان لایا اور عمل کو اخلاص کے ساتھ کیا تو ہمیشہ اس کا انجام نہیں ہوتا مگر نیک، اور برا خاتمہ محض اس کے حق میں ہوتا ہے جو برے عمل کرتا ہے یا جو نیک عمل کو ملے ہوئے عملِ صالح کے ساتھ خلط ملط کر دیتا ہے جو کہ ریا اور سمعہ کی قسم میں سے ہے، اور اس پر ایک دوسری حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے (بیشک تم میں سے کوئی ضرور جنتیوں کا سا عمل کرتا ہے اس میں جو لوگوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے) یعنی اس میں جو ان کے لئے ظاہر ہوتا ہے اس کے باطن کے فساد اور اس کی خباثت کے ساتھ درستگی، اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ اور حدیث میں قسم کھانے کے مباح ہونے پر بھی دلیل ہے نفوس میں امر کی تاکید کی وجہ سے اور اللہ تعالی نے قسم یاد فرمائی ہے: (تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بیشک یہ قرآن حق ہے) اور اللہ تعالی نے فرمایا: (تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کوتک تمہیں جتا دیئے جائیں گے) اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے۔

اَلْحَدِیْثُ الْخَامِسُ

عَنْ أُمِّ الْمُؤمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللهِ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

" صحیح البخاری"،کتاب الصلح،باب إذا اصطلحوا علی صلح جور...إلخ،ر:2697،2/211.(" صحیح مسلم"،کتاب الأقضیۃ،باب نقض الأحکام الباطلۃ...إلخ،ر:1718،ص945.)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جو ہمارے دین میں ایسا نیا کام ایجاد کرے وہ جو اس دین سے نہیں وہ مردود ہے۔

راوی کے حالات: اُمّ المؤمنین ہیں، ابو بکر صدیق کی صاحبزادی، آپ کی والدہ امّ رومان بنت عامر ابن عویمر ہیں، نبوّت کے دسویں سال شوال کے مہینہ میں ہجرت سے تین سال قبل حضور کی زوجیت میں آئیں، سات برس کی عمر میں ہجرت سے ۱۸ ماہ کے بعد شوال کے مہینہ میں نو سال کی عمر میں رخصت ہوئیں، نو سال تک حضور کے ساتھ رہیں، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال کی تھی۔ حضور نے آپ کے سوا کسی کنواری بیوی سے نکاح نہیں فرمایا، آپ فقیہہ، فصیحہ، حدیث کی حافظہ، قرآن کی بہترین مفسّرہ تھیں۔ حضور نے آپ کے سینہ پر وفات پائی اور آپ کے حجرہ میں دفن ہوئے، جب آپ کو تہمت لگائی گئی تو آپ کی بریّت میں آیات اُتریں شعر یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ اُن کی پُر نور صورت پہ لاکھوں سلام
آپ سے ۱۲۱۰ احادیث مروی ہیں، آپ نے رمضان منگل کی شب ۱۷ ۵۸ ہجری میں ۶۳ سال کی عمر پاکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، جنت البقیع میں دفن ہیں۔ فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔ (مراۃ جلد۔ا۔ص ۱۰۰)

قَوْلُهُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ﴿مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ﴾ اَىْ: مَرْدُوْدٌ۔ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْعِبَادَاتِ مِنَ الْغُسْلِ، وَ الْوُضُوْءِ، وَ الصَّوْمِ، وَ الصَّلَاةِ اِذَا فُعِلَتْ عَلٰى خِلَافِ الشَّرْعِ تَكُوْنُ مَرْدُوْدَةً عَلٰى فَاعِلِهَا، وَ اَنَّ الْمَأْخُوْذَ بِالْعَقْدِ الْفَاسِدِ يَجِبُ رَدُّهٗ عَلٰى صَاحِبِهٖ وَلَا يَمْلِكُ۔ وَ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لِلَّذِىْ قَالَ لَهٗ: اِنَّ اِبْنِىْ كَانَ عَسِيْفاً عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ، وَاِنِّىْ أُخْبِرْتُ اَنَّ عَلٰى ابْنِىْ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيْدَةٍ، فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ﴿اَلْوَلِيْدَةُ وَ الْغَنَمُ رُدٌّ عَلَيْكَ﴾۔

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان: (مَنْ اَحْدَثَ فِىْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ) یعنی رد کیا ہوا۔ اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ عبادات یعنی غسل اور وضو اور روزہ اور نماز جب شریعت کے خلاف کئے جائیں تو وہ اس کے فاعل پر رد کیا ہوا ہوتا ہے، اور عقدِ فاسد سے لئے ہوئے مال کو اس کے صاحب پر لوٹانا واجب ہوتا ہے اور لینے والا مالک نہیں ہوتا، اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس شخص کے لئے فرمایا جس نے کہا: (کہ میرا لڑکا اس کے پاس مزدور تھا پس اس نے اس کی عورت کے ساتھ زنا کیا

، اور مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے پس میں نے اپنے بیٹے کی جانب سے سو بکریاں اور ایک باندی فدیہ میں دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باندی اور بکریاں تجھ پر لوٹائی جائیں گی۔

وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ مَنْ اِبْتَدَعَ فِي الدِّيْنِ بِدْعَةً لَا تُوَافِقُ الشَّرْعَ فَاِثْمُهَا عَلَيْهِ، وَعَمَلُهُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ، وَاَنَّهُ يَسْتَحِقُّ الْوَعِيْدَ، وَقَدْ قَالَ ﷺ: ﴿مَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ﴾۔

ترجمہ: اور اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ جس نے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا اور وہ شریعت کے موافق نہ ہو تو اس کا گناہ اس پر ہے، اور بیشک وہ وعید کا مستحق ہو گا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جس نے کوئی نیا کام ایجاد کیا یا جس نے نئے کام ایجاد کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہے)۔

گناہ کرنے سے دل کالا ہو جاتا ہے

آہ! گناہوں کا سلسلہ رُکنے کا نام نہیں لیتا، مَعصیّت کی مصیبت جان نہیں چھوڑتی، افسوس! گناہوں کی عادت نے کچھ ایسا ڈِھیٹ بنا چھوڑا ہے کہ گناہ کرنے سے دل بھی قطعاً نہیں لرزتا، ہائے! ہائے! گناہوں کی کثرت کی نُحُوست کہیں بربادیِ ایمان کا سبب نہ بن جائے! گناہوں کے عادیوں کو خبر دار کرتے ہوئے حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی صالحین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبین کا ارشادِ عالی نَقل فرماتے ہیں: "بیشک گناہ کرنے سے دل کالا ہو جاتا ہے، اور دل کی سیاہی کی علامت و پہچان یہ ہے کہ گناہوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، اِطاعت کی سعادت نہیں ملتی اور نصیحت اثر نہیں کرتی۔ اے عزیز! تم کسی بھی گناہ کو معمولی مت سمجھو اور کبیرہ گناہوں پر اِصرار کرنے کے باوُجود اپنے آپ کو توبہ کرنے والا گمان نہ کرو۔"

(منہاج العابدین ص 35) (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۲۔۲۳)

اَلْحَدِيْثُ السَّادِسُ

عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ الحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى يُوْشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيْهِ. أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى. أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ القَلْبُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

"صحیح البخاری"، "کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، ر:52، 1/33." صحیح مسلم"، "کتاب المساقاۃ، باب أخذ الحلال وترک الشبهات، ر:1599، ص862.

ترجمہ: ابو عبد اللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، کہ بے شک حلال ظاہر ہے اور بے شک حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شبہات والی چیزوں سے بچ گیا تو اس نے اپنے دین اور

اپنی آبرو(عزت) کو بچالیا،اور جو ان شبہات والی چیزوں میں جاپڑا وہ حرام میں جاپڑا، جیسے چرواہا(اپنے ریوڑ کو)چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے، قریب ہے(ریوڑ کا) اس میں واقع ہونا(داخل ہو کر چرنے لگ جانا)، خبردار! اور بے شک ہر بادشاہ کے لئے ایک چراگاہ(حد)ہوتی ہے، خبردار! اور بے شک اللہ کی چراگاہ(حد) اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں، خبردار! اور بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے، اور جب وہ فاسد ہو تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے ،خبردار! اور وہ دل ہے۔اس حدیث کو امامِ بخاری اور امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: حضرتِ ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد انصار میں پیدا ہونے والے بچوں میں سب سے پہلے ہیں، آپ کوفہ کے والی تھے اور دمشق اور حمص کے قاضی بھی رہے ہیں۔

عَنْ أَبِيْ رُقَيَّةَ تَمِيْمِ بْنِ أَوْسٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ۔ قُلْنَا: لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ لِلّٰهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُوْلِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَعَامَّتِهِمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"صحیح مسلم"،کتاب الایمان،باب بیان أنّ الدین النصیحۃ،ر:55،ص47.

ترجمہ: حضرتِ ابورقیہ تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی(کا نام)ہے، عرض کیا گیا یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کس کی خیر خواہی؟ فرمایا اللہ کی اور اس کے کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے امام کی اور عام مسلمانوں کی۔اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام تمیم ابن اوس یا تمیم ابن خارجہ ہے، دار آپ کے کسی دادا کا نام ہے، جس کی کنیت ابورقیہ تھی، آپ مشہور صحابی ہیں، ۹ھ میں ایمان لائے، رات کو ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے، آپ نے ہی اولاً مسجد نبوی شریف میں چراغاں کیا، مدینہ منورہ میں قیام رہا، حضرت عثمان کی شہادت کے بعد شام چلے گئے، وہیں وفات پائی۔اور حضرت عمر بن عبدالعزیز ابن مروان ابن حکم تابعی ہیں، آپ کی کنیت ابو حفص ہے، آپ کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت عاصم بن عمر ابن خطاب ہے، کنیت ام عاصم، سلیمان ابن عبدالملک کی خلافت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، ۹۹ھ میں خلافت سنبھالی اور ۱۰۱ھ میں ماہ رجب مقام دَیر سمعان میں قریب حمص انتقال ہوا، چالیس سال عمر ہوئی، دوسال پانچ مہینے خلافت کی، فاطمہ بنت عبدالملک آپ کے نکاح میں تھیں، آپ جیسے عابد، زاہد، خوف خدا میں رونے والے امت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم میں کم گزرے، آپ عدل وانصاف میں عمر فاروق کا نمونہ تھے، یزید وغیرہ کی بدعتوں کا آپ نے قلع قمع کیا۔مراۃ جلد۱۔ص۲۴۷۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللهِ وَيُقِيْمُوْا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّى دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ تَعَالٰى۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔ " صحیح البخاری"، کتاب الإیمان، باب فإن تابوا وأقاموا الصلاۃ، ر:25، 1/20. " صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا...إلخ، ر:22، ص33.

ترجمہ: حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، اور جب وہ یہ اعمال کرنے لگیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے اموال کو محفوظ کر لیا مگر اسلام کے حق سے، اور ان کا حساب اللہ تعالی پر ہے۔ اس حدیث کو امامِ بخاری اور امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کی حالات: آپ کا نام عبد اللہ بن عمر ہے، ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے ۷۳ھ میں شہادتِ ابن زبیر سے تین ماہ بعد وفات پائی، ذی طویٰ کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے، چوراسی سال عمر شریف پائی، بڑے متقی اور اعمل بالسنۃ تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص ۴۵)

اَلْحَدِيْثُ التَّاسِعُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ؛ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى أَنْبِيَاءِهِمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔ " صحیح البخاری"، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ر:7288، 4/502، بتغیر ما. " صحیح مسلم"، کتاب الفضائل، باب توقیرہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وترک إکثار سؤالہ...إلخ، ر:1337، ص1282.

ترجمہ: حضرتِ ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس چیز سے میں نے تمہیں منع کیا ہے اس سے بچو، اور جس چیز کا میں تمہیں حکم دیا اس کو بجالاؤ جتنی تم استطاعت رکھتے ہو، پس بے شک تم سے پہلے لوگوں کو ان سوال کی کثرت اور اپنے انبیاء کے بارے میں اختلاف کرنے نے ہلاک کر دیا۔ اس حدیث کو امامِ بخاری اور امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتی کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابو ہریرہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص ۴۶)

اَلْحَدِیْثُ الْعَاشِرُ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ إِنَّ اللهَ تَعَالٰی طَیِّبٌ لاَ یَقْبَلُ إِلاَّ طَیِّباً وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ: ﴿یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا﴾۔ المؤمنون : 51 ، وَقَالَ :﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾البقرة : 172، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، یَمُدُّ یَدَیْهِ إِلَی السَّمَاءِ ، یَا رَبِّ یَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

" صحیح مسلم "، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب تربیتھا، ر:1015، ص506.

ترجمه: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالی پاک ہے اور قبول نہیں کرتا مگر پاک کو، اور بے شک اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اس چیز کا حکم دیا جس چیز کا حکم مرسلین علیہم السلام کو دیا۔ پس اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا اے پیغمبر و پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ اور فرمایا اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔ پھر نبی ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کر کے اس حال میں آتا ہے کہ غبار میں اٹا ہوا ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور حرام سے پالا گیا ہے، پس اس کی (دعا) کیسے قبول ہو۔ اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتی کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابو ہریرہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۷ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے ۷۸ سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص۴۶)

اَلْحَدِیْثُ الْحَادِیْ عَشَرَ

عَنْ أَبِیْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ سِبْطِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرَیْحَانَتِهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ دَعْ مَا یَرِیْبُكَ إِلٰی مَا لاَ یَرِیْبُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

"سنن الترمذی"، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، ر:2526، 4/232. "سنن النسائی"، کتاب الأشربۃ، باب الحث علی ترک الشبھات، 8/327.

ترجمہ: نواسہ اور خوشبوئے رسول حضرتِ ابو محمد حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (سن کر) یاد کرلیا: تو اس چیز کو چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالتی ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی اور امام نسائی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اَلْحَدِیْثُ الثَّانِی عَشَرَ

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَا لَا یَعْنِیْهِ حَدِیْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ وَغَیْرُهٗ هٰکَذَا۔ "سنن الترمذی"، کتاب الزھد، باب ماجاء من تکلم بالکلمۃ لیضحک الناس، ر:2324، 4/142. "سنن ابن ماجہ"، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنۃ، ر:3976، 4/344.

ترجمہ: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آدمی کے اسلام کی اچھائیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے۔ یہ حدیث حسن ہے، اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ نے بھی ایسے ہی روایت کی ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتیٰ کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابو ہریرہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے ۷۸ سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔ ۱۔ ص ۴۶)

عَنْ أَبِیْ حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم قَالَ لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ۔

" صحیح البخاری"، کتاب الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیه...إلخ، ر:13، 1/16. " صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان...إلخ، ر:45، ص43.

ترجمہ: خادمِ رسول حضرتِ ابو حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور یہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس حدیث کو امامِ بخاری اور امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ انس بن مالک ابن نضر انصاری خزرجی ہیں، حضور کے خادم خاص دس سال صحبت پاک میں رہے، سو برس سے زیادہ عمر پائی، عہد فاروقی میں بصرہ چلے گئے تھے، وہاں سے قریب ہی ۹۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا، بصرہ میں آخری صحابی کی وفات آپ کی ہوئی، آپ کی قبر انور زیارت گاہ خاص و عام ہے، اور آپ سے ۱۲۸۲ احادیث مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص ۴۷)

اَلْحَدِیْثُ الرَّابِعَ عَشَرَ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدَی ثَلَاثٍ: الثَّیِّبُ الزَّانِیْ، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِیْنِہِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَۃِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ۔

" صحیح البخاری "، کتاب الدیات، باب قولہ تعالی أن النفس بالنفس... إلخ، ر: 6878، 4/ 361. " صحیح مسلم "، کتاب القسامۃ... إلخ، باب مایباح بہ دم المسلم، ر: 1676، ص 919.

ترجمہ: حضرتِ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا مسلمان کا خون (قتل) جائز نہیں مگر تین باتوں میں سے ایک کے سبب (۱) شادی شدہ زانی کا، (۲) جان کے بدلے جان (کسی جان کے قاتل کا)، (۳) اور اس کا جو دین کو چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے علٰیحدگی اختیار کرلے۔ اس حدیث کو امامِ بخاری اور امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن اور ابن امّ عبد ہے، قبیلہ بنی حزیل سے ہیں، قدیم الاسلام اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ عمر فاروق سے پہلے اسلام لائے، صاحبِ ہجرتین ہیں کہ اول حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ پاک کی جانب ہجرت کی، بدر اور تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بردار اور صاحب اسرار تھے، سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور پانی لوٹا آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ عہد فاروقی میں کوفہ کے قاضی رہے، عہد عثمانی میں مدینہ پاک آگئے، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی ۳۲ھ میں مدینہ پاک میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے، خلفاء راشدین کے بعد بڑے فقیہ اور عالم صحابی آپ ہیں، امام ابو حنیفہ اکثر آپ ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص ۷۸)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

" صحیح البخاری"، کتاب الأدب، باب من کان یؤمن باللہ...إلخ، ر:6018، 4/105. " صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب الحث علی إکرام الجار...إلخ، ر:47، ص43.

ترجمہ: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، اور جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے ہمسائے کی عزت و تکریم کرے، اور جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت و تکریم کرے۔ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتی کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابوہریرہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔۱۔ ص ۴۶)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِيْ، قَالَ لَا تَغْضَبْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

" صحیح البخاری"، کتاب الأدب، باب الحذر من الغضب، ر:6116، 4/131.

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ مجھے نصیحت فرمائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا غصہ نہ کیا کر۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتی کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابوہریرہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔۱۔ ص ۴۶)

اَلْحَدِیْثُ السَّابِعُ عَشَرَ

عَنْ أَبِي يَعْلَى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ إِنَّ اللهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ. فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا القِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ- "صحیح مسلم"، کتاب الصید والذبائح...إلخ، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرة، ر:1955، ص1080.

ترجمه: حضرتِ ابو یعلی شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت، اور یہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان کو فرض کر دیا ہے، پس جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقہ سے قتل کرو، اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقہ سے ذبح کرو، اور تم میں سے ایک کو اپنی چھری کو (بوقتِ ذبح) تیز کر لینا چاہئے، اور چاہئے کہ اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: حضرتِ ابو یعلی شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ علم و حکمت میں جامع تھے، بیت المقدس میں سکونت اختیار فرمائی، اور وہیں ۵۸ سال کی عمر میں ۷۵ھ کو وفات پائی، آپ سے پچاس احادیث مروی ہیں۔

اَلْحَدِیْثُ الثَّامِنُ عَشَرَ

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بنِ جُنَادَةَ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ. وَفِي بَعْضِ النُّسَخِ: حَسَنٌ صَحِيْحٌ. "سنن الترمذی"، کتاب البرّ والصلة، باب ماجاء فی معاشرة الناس، ر:1994، 3/397.

ترجمه: حضرتِ ابو ذر جندب بن جنادہ اور ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا تو جہاں بھی ہو اللہ تعالی سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد نیکی کرو کہ نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے، اور لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آؤ۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے، اور بعض نسخوں میں ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام جندب ابن جنادہ،کنیت ابو ذر ہے، قبیلہ بنی غفار سے ہے، آپ پانچویں مسلمان ہیں،مکہ معظمہ میں آکر مسلمان ہوئے اور حضور کے حکم سے اپنی قوم میں چلے گئے، پھر غزوہ خندق کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور حضور کے ساتھ رہے، پھر ربذہ میں قیام کیا اور وہیں خلافت عثمانیہ ۳۲ھ میں وفات پائی، آپ بڑے، زاہد، عابد صحابی ہیں،مال جمع کرنے کے بڑے مخالف تھے، اسلام سے پہلے بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے، اور آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۸۱ احادیث روایت کیا ہے۔(مراۃ۔جلد۔ا۔ص۶۰)

راوی کے حالات: آپ معاذ بن جبل انصاری خزرجی،کنیت ابو عبداللہ ہے، بیعت عقبہ کرنے والے ستّر انصار میں آپ بھی تھے، بدر اور تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا گورنر بنایا، عمر فاروق نے شام کا حاکم مقرر کیا، طاعون عمواس میں بعمر ۸۳ سال آپ کی وفات ہوئی، شام میں قبر شریف ہے، آپ کے فضائل بے حد وبے شمار ہیں، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ۱۳۰۰ احادیث روایت کیا ہے۔(مراۃ۔جلد۔ا۔ص۵۹)

اَلْحَدِیْثُ التَّاسِعَ عَشَرَ

عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يوماً فَقَالَ يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللهَ يَحفَظْكَ، اِحْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ، وَإِذَا اِسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلىٰ أَنْ يَنفَعُوْكَ بِشَيءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلىٰ أَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ، وَجَفَّتِ الصُّحُفُ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ وَفِي رِوَايَةٍ۔ غَيْرُ التِّرْمَذِيِّ: اِحْفَظِ اللهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَى اللهِ فِي الرَّخَاءِ يَعرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الفَرَجَ مَعَ الكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ العُسْرِ يُسْراً۔

"سنن الترمذی"، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، ر:2524، 4/231. "المستدرک"، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب تعلیم النبیؐ ابن عباس، ر:2524، 4/231.

ترجمہ: حضرتِ ابو عباس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (خچر پر) بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں: تو اللہ تعالی (کے دین) کی حفاظت کر اللہ تعالی تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ تعالی (کے دین) کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا، جب تو سوال کرے تو اللہ تعالی سے سوال کر، اور جب مدد چاہو تو اللہ تعالی سے مدد چاہو، اور تو جان لے کہ بے شک اگر تمام لوگ تجھے کسی چیز کا نفع پہنچانے پر جمع ہو جائیں تو وہ لوگ تجھے نفع نہیں پہنچاسکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالی نے تیرے لئے لکھ دیا ہے، اور اگر تمام لوگ تجھے کسی چیز کا نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائیں تو وہ لوگ تجھے نقصان نہیں پہنچاسکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالی نے تیرے اوپر لکھ دیا ہے، قلمیں اٹھالی گئی ہیں اور (لوحِ محفوظ کے) صفحات خشک ہو چکے ہیں۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اور ترمذی کے علاوہ کی روایت میں ہے تو اللہ (کے دین) کی حفاظت کر تو اللہ تعالی کو اپنے سامنے پائے گا، تو خوش حالی میں اللہ تعالی کو یاد رکھ وہ تجھے تنگی میں یاد رکھے گا، اور جان لو کہ جو مصیبت تجھ سے خطا ہو گئی وہ تجھے پہنچنے والی ہی نہ تھی، اور جو مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ تجھ سے خطا ہونے والی نہ تھی، اور جان لے کہ مدد صبر کے ساتھ ہے، اور بے شک تنگی کے ساتھ کشادگی ہے، اور بے شک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام عبداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب ہے، حضور کے چچازاد ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث یعنی امیر المؤمنین میمونہ کی ہمشیرہ ہیں، آپ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، جب تیرہ سالہ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، آپ کا لقب حبر امت ہے یعنی امت اسلامیہ کے بڑے عالم، تفسیر قرآن کے امام ہیں، آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، ۶۸ھ میں بمقام طائف برس عمر شریف میں وصال ہوا، طائف میں مزار شریف ہے فقیر نے زیارت کی ہے، اور آپ سے ۱۶۶۰ احادیث مروی ہیں۔(مراۃ۔ جلد۔۱۔ص ۵۳)

اَلْحَدِیْثُ الْعِشْرُوْنَ

عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ "صحیح البخاری"، کتاب الأدب، باب إذا لم تستح فاصنع ما شئت، ر:6120، 4/131.

ترجمہ: حضرتِ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک لوگوں نے جو کچھ پہلے انبیاء کرام کے کلام سے سمجھا (اس میں سے یہ بھی تھا کہ) جب (تجھ میں) حیا نہ رہی تو تو جو چاہے کرے۔اس حدیث کو امامِ بخاری نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرتِ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ بیعتِ عقبہ میں حاضر تھے، اور ان کے جنگِ بدر میں حاضر ہونے میں علماء نے اختلاف کیا ہے، ہاں آپ جنگِ اُحد میں حاضر تھے، آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار فرمائی اور چالیس ہجری میں وفات پائی، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ۱۰۲ احادیث روایت کیا ہے۔

عَنِ أَبِیْ عَمْرٍو، وَقِیْلَ، أَبِیْ عَمْرَةَ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قُلْ لِیْ فِی الإِسْلامِ قَوْلاً لاَ أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَیْرَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ "صحیح مسلم"، کتاب الایمان، باب جامع أوصاف الإسلام، ر:38، ص40.

ترجمہ: حضرتِ ابو عمرو، اور کہا گیا ہے کہ ابو عمرہ سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آپ مجھے اسلام کے (متعلق) ایک ایسی بات ارشاد فرمادیں کہ میں آپ کے علاوہ کسی اور سے اس کے بارے میں نہ پوچھوں، پس رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہہ کہ میں اللہ تعالی پر ایمان لایا پھر اس پر قائم رہو۔ اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: حضرتِ ابو عمرو یا ابو عمرہ سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ طائف کے وفد کے ساتھ اسلام لائے، اور حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو طائف کے صدقات وصول کرنے پر مامور فرمایا تھا، ان سے صرف پانچ احادیث مروی ہیں۔

صلوا علی الحبیب

صلی اللہ تعالی علی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

اَلْحَدِیْثُ الثَّانِی وَالْعِشْرُوْنَ

عَنْ أَبِیْ عَبْدِ اللهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَرَأَیْتَ إِذَا صَلَّیْتُ الْمَكْتُوْبَاتِ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَأَحْلَلْتُ الْحَلاَلَ، وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَلَمْ أَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ شَیْئًا أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ نَعَمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"صحیح مسلم"، کتاب الایمان، باب الایمان الذی یدخل بہ الجنۃ... إلخ، ر:15، ص26.

ترجمہ: حضرتِ ابو عبد اللہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا، پس اس نے عرض کیا آپ کی کیا رائے ہے کہ جب میں فرض نمازیں ادا کرلوں اور رمضان کے (فرض) روزہ رکھ لوں اور میں حلال کو حلال جانوں اور حرام کو حرام جانوں اور میں اس پر کسی چیز کی زیادتی نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہاں۔ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام جابر ابن عبد اللہ، کنیت ابو عبد اللہ ہے، انصاری ہیں، سلمی ہیں۔ مشہور صحابی، بہت بڑے محدث ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزووں میں شریک رہے، بدر میں بھی ساتھ تھے، آخر میں شام اور مصر میں قیام رہانابینا ہو گئے تھے، ۹۴ سال عمر پاکر ۷۴ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں مزار پر انوار ہے، آپ مدینہ کے آخری صحابی ہیں، آپ سے ۵۴۰ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص ۶۸)

اَلْحَدِيْثُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ - أَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

" صحیح مسلم "، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، ر:223، ص140.

ترجمہ: حضرتِ ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پاکیزگی نصف ایمان ہے، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (کہنا) میزان کو بھر دیتا ہے، اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ (کہنا) اس چیز کو بھر دیتے ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہے، اور نماز نور ہے، اور صدقہ برہان (دلیل) ہے، اور صبر روشنی ہے، اور قرآن تیرے لئے (تیرے حق میں) حجت ہے یا تجھ پر (تیرے خلاف) حجت ہے، ہر آدمی صبح کرتا ہے تو وہ اپنی جان کا بیچنے والا ہوتا ہے پس وہ یا تو (اچھے اعمال سے) اپنی جان کو آزاد کروالے گا یا (برے اعمال کرکے) اپنی جان کو ہلاک کرلیگا۔ اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ صحابی ہیں، حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا ہیں، مصر میں آپ نے سکونت اختیار فرمائی، اور عہد فاروقی میں طاعون کے مرض کے سبب ۱۸ ہجری میں وفات پائی۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص ۲۲۴)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ: يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّماً فَلَا تَظَالَمُوا، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلاَّ مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلاَّ مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلاَّ مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئاً. يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئاً، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلاَّ كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْراً فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلاَّ نَفْسَهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ "صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، ر: 2577، ص 1393.

ترجمہ: حضرتِ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں اس میں جس میں رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں، کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا اے میرے بندو! بے شک میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام بنا (قرار) دیا ہے، پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر وہ جسے میں ہدایت دوں، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تم کو ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر وہ جسے میں کھلا دوں پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر وہ جسے میں پہنا دوں پس تم مجھ سے کپڑا طلب کرو میں تمہیں کپڑا پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم رات اور دن خطاء کرتے ہو اور میں تمہارے سارے گناہ بخشتا ہوں پس تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تم کو بخش دوں گا، اے میرے بندو! بے شک تم مجھ کو ہر گز ضرر نہیں پہنچا سکتے اگر تم مجھ کو ضرر پہنچانا چاہو، اور تم مجھ کو ہر گز نفع نہیں پہنچا سکتے اگر تم مجھ کو نفع پہنچانا چاہو، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، تمہارے انس اور جن تم میں سے پرہیز گار شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو وہ میری مملکت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، تمہارے انس اور جن تم میں سے فاسق و فاجر شخص کے دل جیسے ہو جائیں تو وہ میری مملکت میں کچھ بھی کمی نہیں کر سکتے، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، تمہارے انس اور جن ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو اس (میرے خزانہ) میں سے کچھ بھی کمی نہ ہو گی جو میرے پاس ہے، مگر جس طرح سوئی کو سمندر میں ڈبونے سے اس (سمندر) کے پانی میں کمی آتی ہے، اے میرے بندو! یہ صرف تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں میں تمہارے لئے شمار کر لیتا ہوں پھر تم کو ان پر پورا پورا بدلہ دوں گا، تو جو کوئی بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد (شکر ادا) کرے اور جو کوئی اس کے بر عکس پائے تو وہ ملامت نہ کرے مگر اپنے نفس کو۔ اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

اَلْحَدِيْثُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَيضاً أَنَّ أُنَاساً مِنْ أَصحابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُولَ اللهِ: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالأُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ، قَالَ أَوَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُوْنَ؟ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً. وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِيْ بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَيَأْتِيْ أَحَدُنَا شَهوتَهُ وَيَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا أَجْرٌ؟ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرتِ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض اصحابِ رسول ﷺ و رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اہلِ ثروت (ہم سے) ثواب میں بڑھ گئے، وہ لوگ ہمارے جیسے نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے جیسے روزہ رکھتے ہیں، اور وہ لوگ اپنے زائد اموال سے صدقہ کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالی نے تمہارے لئے (اسی طرح) صدقہ کے مواقع فراہم نہیں کئے، بے شک (تمہارے لئے) ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے، اور (تمہارے لئے) ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے، اور (تمہارے لئے) ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے، اور (تمہارے لئے) ہر تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، اور تم میں سے ایک شخص کے لئے اپنی بیوی سے جماع کرنا صدقہ ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو کیا اسے اس میں بھی اجر ملتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے (تمہاری کیا رائے ہے) اگر وہ اپنی شہوت حرام طریقہ سے پوری کرے تو کیا اس پر (حرام کا) بوجھ ہو گا یا نہیں، پس ایسے ہی جب وہ اپنی شہوت حلال طریقہ سے پوری کرے تو اس کے لئے اجر ہے۔ اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

اَلْحَدِيْثُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُوْنَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُ لَهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

" صحیح البخاری"، کتاب الجهاد، باب فضل من حمل متاع صاحبه فی السفر، ر:2891، 2/279. " صحیح مسلم"، کتاب الزکاۃ، باب بیان اَنّ اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف، ر:1009، ص504.

ترجمہ: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا آدمی کے ہر جوڑ کا اس پر صدقہ (واجب) ہے، ہر دن جس میں سورج نکلتا ہے، تو دو فریقین کے درمیان عدل کرے (یہ بھی) صدقہ ہے، اور تو کسی شخص کی اس کے جانور میں مدد کرے کہ تو اس کو اس جانور پر سوار کر دے یا اس کا سامان جانور پر رکھ دے (یہ بھی) صدقہ ہے، اور اچھی بات (کہنا) صدقہ ہے، اور ہر قدم جس کے ذریعہ تو نماز کے لئے جاتا ہے (یہ بھی) صدقہ ہے، تو راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دے (یہ بھی) صدقہ ہے۔ اس حدیث کو امامِ بخاری اور امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبدالشمس اور اسلام میں عبدالرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتی کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابوہریرہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔ ۱۔ ص ۴۶)

توبوا الی اللہ

استغفر اللہ

اَلْحَدِيثُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ " صحیح مسلم"، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تفسیر البر والإثم، ر:2553، ص1383.

وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ؛ قَالَ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ؛ اَلْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ۔ حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَيْنَاهُ فِي مُسْنَدَيِ الْإِمَامَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَالدَّارِمِيِّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

"مسند أحمد"، مسند الشامیین، حدیث وابصۃ بن معبد الأسدی، ر:18023، 6/292، بتغیر ما. "مسند أحمد"، مسند الشامیین، حدیث وابصۃ بن معبد الأسدی، ر:18023، 6/292، بتغیر ما.

ترجمہ: حضرتِ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اور آپ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکی حسنِ اخلاق (کا نام ہے)، اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے، اور تم اس بات میں کراہت محسوس کرو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔ اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرتِ وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کرنے آیا ہے؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے دل سے فتوی پوچھ، نیکی وہ ہے جس سے تیرا نفس اور دل مطمئن ہو اور برائی وہ ہے جو تیرے نفس میں کھٹکے اور سینے میں تردد (شک) پیدا کرے، اگرچہ لوگ تجھے (اس کے جواز کا) فتوی دیتے ہوں، اگرچہ لوگ تجھے (اس کے جواز کا) فتوی دیتے ہوں۔ یہ حدیث حسن کے درجہ کی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور امام دارمی نے اپنی اپنی مسند میں اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نسب یہ ہے نواس بن سمعان بن خالد بن عبد اللہ بن ابو بکر بن کلاب بن ربیعہ کلابی، آپ کے والد سمعان نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو نبی ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور آپ کو اپنی نعلین شریفین عطا فرمائی، آپ کا نام وابصہ بن معبد بن مالک بن عبید اسدی ہے، آپ قبیلۂ بنو اسد بن خزیمہ سے ہیں، آپ کی کنیت ابو شداد ہے، آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی پھر رقہ منتقل ہو گئے اور وہیں ساٹھ ہجری میں وفات پائی، آپ سے امام ابو داؤد اور امام ترمذی اور امام ابنِ ماجہ نے حدیث کی روایت کیا ہے۔

اَلْحَدِيْثُ الثَّامِنُ وَّالْعِشْرُوْنَ

عَنْ أَبِي نَجِيحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا، قَالَ: أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافاً كَثِيْراً؛ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا

عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

"سنن أبي داود"،كتاب السنة،باب لزوم السنة،ر:4607، 4/267. "سنن الترمذي"،كتاب العلم،باب ماجاء في الأخذ في السنة...إلخ،ر:2685، 4/308.

ترجمہ: حضرتِ ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (ایک روز) ہمیں ایسا وعظ ارشاد فرمایا جس سے ہمارے دل دہل گئے اور آنکھیں بھیگ گئیں، پس ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا وعظ کسی الوداع کہنے والے شخص کے وعظ کی طرح ہے، لہٰذا آپ ہمیں کچھ اور نصیحت کیجئے، ارشاد فرمایا ، میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور سمع و طاعت (سننے اور اطاعت کرنے) کی نصیحت کرتا ہوں، اگرچہ تمہارے اوپر کوئی غلام ہی امیر بن جائے، اور تم میں سے جو لمبی عمر پائے گا وہ عنقریب بہت سے اختلاف دیکھے گا، پس تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا واجب و لازم ہے، اس (سنت) کو اپنے داڑھوں کے ذریعہ مضبوطی سے پکڑے رہنا، خبردار! (دین میں) نئے کاموں سے بچنا، کہ بے شک ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

راوی کے حالات: آپ صحابی ہیں، آپ کے والد ساریہ کی کنیت ابو نجیح تھی، حضرت عرباض اصحاب صفہ میں سے ہیں، شوقِ الٰہی اورخوفِ الٰہی اپنے دل میں بہت رکھتے تھے، شام میں قیام کیا اور ۷۵ھ میں وہیں وفات پائی، آپ سے ۱۳ احادیث مروی ہیں، حمّص میں آپ کا مزار ہے۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص۲۶۱)

اَلْحَدِيْثُ التَّاسِعُ وَّالْعِشْرُوْنَ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ. ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى أَبْوَابِ الْخَيْرِ: الصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ السجدة: 16. حَتّٰى بَلَغَ ﴿يَعْمَلُوْنَ﴾ السجدة: 17. ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُوْدِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟ قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، قَالَ: رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟ قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ وَقَالَ: كُفَّ عَلَيْكَ

هٰذَا. قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِهِ؟فَقَالَ: ثَکِلَتْكَ أُمُّكَ یَا مُعَاذُ. وَهَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ أَوْ قَالَ: عَلٰی مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

"سنن الترمذی"،کتاب الایمان عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء فی حرمت الصلاۃ، ر:2625، 4/280.

ترجمہ: حضرتِ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ میں عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے ایسے عمل کی خبر دیں(بتائیں)جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور مجھے جہنم سے دور کر دے، ارشاد فرمایا تم نے بہت بڑے امر کے بارے میں سوال کیا ہے، اور بے شک یہ اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالی اسے آسان کر دے، تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرا، اور نماز ادا کر، اور زکوۃ ادا کر، اور ماہِ رمضان کے روزے رکھ، اور بیت اللہ کا حج کر، پھر فرمایا کیا میں تمہیں خیر کے دروازوں سے مطلع نہ کروں؟ روزہ ڈھال ہے، اور صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، درمیانی رات میں آدمی کا نماز پڑھنا، پھر نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ السجدۃ: 16.(ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں) یہاں تک کہ آپ آیت کے آخر یَعْمَلُوْنَ، السجدۃ: 17. تک پہنچ گئے، پھر ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں کام کے سر اور کام کے عمود اور اس کے بلند کوہان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں عرض کی کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ، تو آپ ﷺ اپنی مبارک زبان کو پکڑا اور فرمایا اس کو اپنے اوپر روک لو، میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ ہم جو کچھ اس زبان سے بولتے ہیں کیا اس پر مواخذہ ہو گا؟ ارشاد فرمایا اے معاذ! تیری ماں تجھے کھوئے، لوگوں کو ان کے منہ کے بل یا فرمایا ان کے ناک کے بل جہنم میں نہیں گرایا جائے گا مگر ان کی زبانوں کی کھیتی(کے سبب)۔اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

راوی کے حالات: آپ معاذ بن جبل انصاری خزرجی، کنیت ابو عبد اللہ ہے، بیعت عقبہ کرنے والے ستّر انصار میں آپ بھی تھے، بدر اور تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا گورنر بنایا، عمر فاروق نے شام کا حاکم مقرر کیا، طاعون عمواس میں بعمر ۸۳ سال آپ کی وفات ہوئی، شام میں قبر شریف ہے، آپ کے فضائل بے حد و بے شمار ہیں، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ۱۳۰۰ احادیث روایت کیا ہے۔(مراۃ۔جلد۔ا۔ص۵۹)

اَلْحَدِیْثُ الثَّلَاثُوْنَ

عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ جُرْثُوْمِ بْنِ نَاشِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَحَرَّمَ أَشْیَاءَ فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا، وَسَکَتَ عَنْ أَشْیَاءَ رَحْمَةً لَکُمْ غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا۔ حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ۔ وَغَیْرُهُ. "سنن الدار قطنی"، کتاب الرضاع، ر:4350، 4/217.

ترجمہ: ابوثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سے روایت، آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالی نے فرائض کولازم قرار دے دیا ہے تو تم ان کو ضائع نہ کرو، اور حدود کا تعین کر دیا ہے تو تم ان سے تجاوز نہ کرو، اور بعض اشیاء کو حرام کر دیا ہے تو تم ان کی بے حرمتی نہ کرو، اور بعض اشیاء کے بارے میں سکوت فرمایا ہے (اور یہ سکوت کرنا) تمہارے لئے رحمت سے ہے نہ کہ بھول کر، پس ان کے بارے میں بحث نہ کرو (ان کو کریدومت)۔ یہ حدیث حسن ہے، اور اس کو دار قطنی اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی روایت کی ہے۔

راوی کے حالات: حضرتِ ابوثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ مشہور صحابہ میں سے ہیں، بیعتِ رضوان میں ان کی حاضری رہی، ان کی وفات ۹۵ سال کی عمر میں بمقام ملکِ شام میں ہوئی، ان سے نبی ﷺ کی چالیس احادیث مروی ہیں۔

اذکروا اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

اَلْحَدِيْثُ الْحَادِيْ وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ سَعْدِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ: دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللهُ، وَأَحَبَّنِي النَّاسُ؟ فَقَالَ اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ۔ حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه۔ وَغَيْرُهُ بِأَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ. "سنن ابن ماجہ"، کتاب الزھد، باب الزھد فی الدنیا، 4102:4/422.

ترجمہ: حضرتِ ابوعباس سعد بن سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ایک شخص نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا، اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے ایسے عمل کی راہنمائی فرمائیں کہ جب میں اس پر عمل کروں تو اللہ تعالی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو دنیا سے بے پرواہو جا اللہ تعالی تجھ سے محبت کرے گا، اور اس چیز سے بے نیاز ہو جا جو لوگوں کے پاس ہے تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اس کو ابنِ ماجہ اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی باسنادِ حسن اس کی روایت کی ہے۔

راوی کے حالات: آپ ساعدی ہیں، انصاری ہیں، آپ کا نام پہلے حزن تھا، حضور نے سہل رکھا، کنیت ابو العباس یا ابو یحیی ہے، خود بھی صحابی اور والد ماجد بھی صحابی ہیں، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی، ۹۱ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، مدینہ طیبہ میں سب سے آخری صحابی آپ ہی ہیں کہ ان کی وفات سے مدینہ طیّبہ صحابہ سے خالی ہو گیا، آپ سے ۱۸۸ حدیثیں مروی ہیں۔

اَلْحَدِيْثُ الثَّانِى وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لاَ ضَرَرَ وَلاَ ضِرَارَ۔ حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه، وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُمَا مُسْنَداً، وَرَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّأِ مُرْسَلاً عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَسْقَطَ أَبَا سَعِيْدٍ، وَلَهُ طُرُقٌ يُقَوِّي بَعْضُهَا بَعْضاً. "سنن ابن ماجه"، كتاب الأحكام، باب من بنى في حقه ما يضر بجاره، ر:2340، 3/106.

ترجمہ: حضرتِ ابو سعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ یہ حدیث حسن ہے، اور اس کو ابنِ ماجہ اور دار قطنی اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اپنی مسند میں روایت کی ہے، اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے موطا میں عمرو بن یحییٰ سے اور یہ اپنے والد سے اور وہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے مرسلاً روایت کیا ہے اور ابو سعید (راوی) کو چھوڑ دیا ہے، اور اس روایت کی بعض دوسری سندیں بھی ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔

راوی کے حالات: آپ کا نام شریف سعد ابن مالک انصاری ہے، خدرہ انصار کا ایک قبیلہ ہے جس کی طرف آپ کی نسبت ہے، بڑے عالم، احادیث کے ماہر صحابی ہیں، غزوہ خندق اور بارہ غزووں میں آپ حضور کے ساتھ شریک رہے، آپ نے چوراسی سال کی عمر پا کر ۶۴ھ میں وفات پائی، جنت البقیع میں مدفون ہیں، فقیر نے بھی قبر انور کی زیارت کی ہے، آپ سے ۱۱۷۰ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔۱۔ ص ۵۶)

اَلْحَدِيْثُ الثَّالِثُ وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى رِجَالٌ أَمْوَالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَهُمْ، وَلٰكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي، وَالْيَمِيْنُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ۔ حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُ هٰكَذَا وَبَعْضُهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ۔ "سنن البيهقي الكبرى"، كتاب الدعوى

والبینات، باب البینۃ علی المدعی، ر:21201، 10/427. "سنن ابن ماجہ"، کتاب الأحکام، باب البینۃ علی المدعی ...إلخ، ر:2321، 3/96. "صحیح البخاري"، تفسیر سورۃ آل عمران، باب قولہ تعالی: إن الذین یشترون بعھد اللہ، ر:4552، 4/190. "صحیح مسلم"، کتاب الأقضیۃ، باب الیمین علی مدعی علیہ، ر:1711، ص:941

ترجمہ: حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر لوگوں کو ان کے دعوی کے مطابق دیا جائے تو ضرور لوگ قوم کے اموال اور ان کے خون کا دعوی کریں گے، لیکن مدعی پر دلیل ہے اور قسم اس پر ہے جو انکار کرے (مدعی علیہ)۔ یہ حدیث حسن ہے اور اس کو بیہقی نے اور ان کے علاوہ نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے اور اس حدیث کے بعض کلمات صحیحین میں بھی ہیں۔

راوی کے حالات: آپ کا نام عبداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب ہے، حضور کے چچازاد ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث یعنی امیر المؤمنین میمونہ کی ہمشیرہ ہیں، آپ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، جب تیرہ سالہ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، آپ کا لقب حبرامت ہے یعنی امت اسلامیہ کے بڑے عالم، تفسیر قرآن کے امام ہیں، آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے، ۶۸ھ میں بمقام طائف برس عمر شریف میں وصال ہوا، طائف میں مزار شریف ہے فقیر نے زیارت کی ہے، اور آپ سے ۱۶۶۰ احادیث مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔ ا۔ ص ۵۳)

اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعُ وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ - "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان قوم النھی عن المنکر من الإیمان إلخ، ر:49، ص44.

ترجمہ: حضرتِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے جو شخص برائی ہوتے دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، پس اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھے تو اپنی زبان سے (اس برائی کو روکے)، اور اگر (اس کی بھی) استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے (اسے برا جانے)، اور یہ کمزور ترین ایمان (کی نشانی) ہے۔ اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

اَلْحَدِيْثُ الْخَامِسُ وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوٰى هَاهُنَا -

وَيُشِيْرُإِلٰى صَدْرِهٖ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ۔ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِ أَن يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ "صحیح مسلم"،کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ...إلخ، ر:2564، ص1386.

ترجمہ: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اور (دوسرے مسلمان کو پھنسانے کی غرض سے) چیزوں کے دام نہ بڑھاؤ، اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، اور ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، تم میں سے بعض بعض کی بیع پر بیع نہ کرے، اور اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر نہ ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو تنہا چھوڑتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس کو حقیر جانتا ہے، تقوی یہاں ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین مرتبہ اپنے سینہ کی جانب اشارہ فرمایا، آدمی کے برا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر (اپنے سے کمتر) جانے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو حرام ہے۔ اس حدیث کو امامِ مسلم نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتی کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابوہریرہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔۱۔ ص۴۶)

اَلْحَدِيْثُ السَّادِسُ وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَومِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلماً سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهٖ طَرِيْقاً إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلاَّ نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ.

"صحیح مسلم"، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ...إلخ، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، ر:2699، ص1447.

ترجمہ: حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت اور یہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مؤمن کی دنیوی تکالیف میں سے کسی تکلیف کو دور کیا تو اللہ تعالی روزِ قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس سے دور کرے گا، جس نے کسی مشکل میں گھرے شخص پر آسانی کی، تو اللہ تعالی اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالی بھی دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اور جب تک کوئی بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے تب تک اللہ تعالی اس کی مدد میں رہتا ہے، اور جو شخص ایسے راستہ پر چلا جس میں چل کر وہ علم حاصل کرے تو اللہ تعالی اس کے ذریعہ سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے، اور جو قوم اللہ تعالی کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں جمع ہوئی تاکہ وہ اللہ تعالی کی کتاب کی تلاوت کریں اور اسے ایک دوسرے کو پڑھائیں تو ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، اور فرشتیں ان کے گرد گھیر اڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالی ان کا ذکر ان میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں، اور جس کا عمل اس کو پیچھے کر دے اس کا نسب اسے آگے نہیں کر سکتا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے ان لفظوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتی کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابوہریرہ یعنی بلیوں والے ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔ ۱۔ ص ۴۶)

اَلْحَدِیْثُ السَّابِعُ وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْہِ عَنْ رَبِّہٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی أَنَّہٗ قَالَ: إِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِكَ؛ فَمَنْ ھَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ حَسَنَةً کَامِلَةً، وَإِنْ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰی أَضْعَافٍ کَثِیْرَةٍ. وَإِنْ ھَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ عِنْدَہٗ حَسَنَةً کَامِلَةً، وَإِنْ ھُمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ سَیِّئَةً وَاحِدَةً۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحَیْھِمَا بِھٰذِہِ الْحُرُوْفِ.

" صحیح البخاری "، کتاب الرقاق، باب من ھم بحسنۃ أو بسیءۃ، ر: 6491، 4/244. " صحیح مسلم "، کتاب الإیمان، باب إذا ھم العبد بحسنۃ کتبت... إلخ، ر: 131، ص 80.

ترجمہ: حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور یہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت اس میں کرتے ہیں جس کی روایت نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے رب تعالی سے کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی نے نیکیاں اور برائیاں لکھی ہیں پھر اس کو بیان فرمایا، کہ جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالی اس کو اپنے یہاں ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے، اور اگر اس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالی اس کو اپنے یہاں دس سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کئی گنا

نیکیاں لکھ لیتا ہے، اور اگر وہ کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا تو اللہ تعالی اس کو اپنے یہاں ایک کامل نیکی لکھتا ہے، اور اگر اس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس برائی کو کر بھی لیا تو اللہ تعالی اس کو ایک ہی برائی لکھتا ہے۔ اس حدیث کو امامِ بخاری اور امامِ مسلم نے ان حروف کے ساتھ اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

صلوا علی الحبیب

صلی اللہ تعالی علی محمد

اَلْحَدِیْثُ الثَّامِنُ وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّ اللهَ تَعَالٰی قَالَ: مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ. وَمَا تَقَرَّبَ إِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ أَحَبَّ إِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَیْهِ. وَلَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِی یَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ، وَیَدَهُ الَّتِی یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِی یَمْشِیْ بِهَا. وَلَئِنْ سَأَلَنِیْ لَأُعْطِیَنَّهٗ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِیْ لَأُعِیْذَنَّهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔ "صحیح البخاری"، کتاب الرقاق، باب التواضع، ر:6502، 4/248.

ترجمہ: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیتا ہوں، اور میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں میرے عائد کردہ فرائض سے بڑھ کر کوئی چیز مجھے محبوب نہیں، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کی ٹانگ بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اب اگر وہ مجھ سے سوال کرے گا تو میں ضرور اس کو عطا کروں گا، اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو میں ضرور اس کو پناہ دوں گا۔ اس حدیث کو امامِ بخاری نے روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن ابن صخر دوسی ہے، خیبر کے سال اسلام لائے، چار سال سفر و حضر میں حضور کے ہمراہ سایہ کی طرح رہے، آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتی کہ ایک بار اپنی آستین میں بلی لیے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ابو ہریرہ یعنی بلیوں والے

ہو، تب آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے، مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں دفن ہوئے سال عمر ہوئی، غضب کا حافظہ تھا، آپ سے چار ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں مروی ہیں۔(مراۃ۔جلد۔۱۔ص ۴۶)

توبوا الی اللہ

استغفر اللہ

اَلْحَدِیْثُ التَّاسِعُ وَّالثَّلَاثُوْنَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِی عَنْ أُمَّتِی الْخَطَأَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ۔ حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ۔ وَالْبَیْھَقِیُّ۔ وَغَیْرُھُمَا.

" صحیح ابن ماجہ "، کتاب الطلاق، باب طلاق المکرہ والناسی، ر:2045، 2/ 513. "سنن الکبری للبیہقی"، کتاب الخلع والطلاق، باب ماجاء فی طلاق المکرہ...الخ، ر:15096، 7/ 584.

ترجمہ: حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالی نے میری خاطر میری امت سے خطا، بھول چوک اور مجبوری کے عالم میں کئے گئے کاموں سے در گزر فرمائی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اس کو ابنِ ماجہ اور بیہقی اور ان دونوں کے علاوہ نے بھی روایت کیا ہے۔

راوی کے حالات: آپ کا نام عبد اللہ ابن عباس ابن عبد المطلب ہے، حضور کے چچازاد ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث یعنی امیر المؤمنین میمونہ کی ہمشیرہ ہیں، آپ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، جب تیرہ سالہ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، آپ کا لقب حبر امت ہے یعنی امت اسلامیہ کے بڑے عالم، تفسیر قرآن کے امام ہیں، آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے، ۶۸ھ میں بمقام طائف برس عمر شریف میں وصال ہوا، طائف میں مزار شریف ہے فقیر نے زیارت کی ہے، اور آپ سے ۱۶۶۰ احادیث مروی ہی۔(مراۃ۔جلد۔۱۔ص ۵۳)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِيَّ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ. وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

" صحیح البخاری"، کتاب الرقاق، باب قول النبی: کن فی الدنیا کانک غریب... الخ، ر:6416، 4/223.

ترجمہ: حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑا اور فرمایا دنیا میں اس طرح ہو جا گویا کہ تو پردیسی ہو یا راہ چلتا مسافر، اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے جب تو شام کرلے تو صبح کا انتظار نہ کر، اور جب صبح کرلے تو شام کا انتظار نہ کر، اور اپنی بیماری سے پہلے اپنی صحت کو غنیمت جان، اور اپنی موت سے پہلے اپنی زندگی کو غنیمت جان۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

راوی کی حالات: آپ کا نام عبداللہ بن عمر ہے، ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے ۷۳ھ میں شہادتِ ابن زبیر سے تین ماہ بعد وفات پائی، ذی طویٰ کے مقبرہ مہاجرین میں دفن ہوئے، چوراسی سال عمر شریف پائی، بڑے متقی اور اعمل بالسنۃ تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ (مراۃ۔ جلد۔۱۔ ص ۴۵)

اَلْحَدِيْثُ الْحَادِي وَالْأَرْبَعُوْنَ

عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعاً لِمَا جِئْتُ بِهِ۔ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ. "نوادر الأصول فی أحادیث الرسول"، الأصل الثامن والسبعون والمائتان، 4/164.

ترجمہ: حضرتِ ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور ہم نے اس کو کتاب الحجۃ میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اَلْحَدِيْثُ الثَّانِيْ وَالْأَرْبَعُوْنَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: قَالَ اللهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِيْ، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ

أَتَيْتَنِىْ بِقِرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِىْ لَا تُشْرِكُ بِىْ شَيْئاً لَأَتَيْتُكَ بِقِرَابِهَا مَغْفِرَةً- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. "سنن الترمذی"، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار...إلخ، ر:3551، 5/319.

ترجمہ: حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی نے فرمایا اے ابنِ آدم جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے گا تب تک میں تیرے گناہوں کو بخشتا رہوں گا، اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں، اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھ کو بخش دوں گا، اے ابنِ آدم! اگر تو میرے پاس زمین کی وسعت کے برابر خطائیں لے کر آئے پھر تو مجھ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ تو نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھرایا تو میں اتنی ہی مغفرت لے کر تیرے پاس آؤں گا۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

راوی کے حالات: آپ انس بن مالک ابن نضر انصاری خزرجی ہیں، حضور کے خادم خاص دس سال صحبت پاک میں رہے، سو برس سے زیادہ عمر پائی، عہد فاروقی میں بصرہ چلے گئے تھے، وہاں سے قریب ہی ۹۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا، بصرہ میں آخری صحابی کی وفات آپ کی ہوئی، آپ کی قبر انور زیارت گاہ خاص وعام ہے، اور آپ سے ۱۲۸۶ احادیث مروی ہیں۔ (مراۃ۔ جلد۔۱۔ ص ۴۷)

تاریخِ اختتام

اس کتاب کی عربی عبارت اور اس کے اردو ترجمہ کی ابتداء ۷ مئی ۲۰۱۶ء، بمطابق ۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ بروز ہفتہ کو کی تھی اور الحمد للہ عزوجل محنتِ شاقہ سے ۱۴ دن کے بعد ۲۰ مئی ۲۰۱۶ء بمطابق ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ بروز جمعۃ المبارک کے صبح کے ٹھیک ۱۰ بجے مکمل ہو گئی۔ بحمدہ تعالی۔

محمد شفیق عطاری المدنی۔ جامعۃ المدینہ فیضانِ صدّیقِ اکبر آگرہ۔

فهرس المصادر

ـ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، محمد بن حبان التميمى (ت354ھ)، ترتيب الأمير علاء الدين الفارسى (ت739ھ)، تحقيق كمال يوسف الحون، بيروت: دار الكتب العلمية، 1996م، ط2.

ـ إحياء علوم الدين، الإمام محمد بن محمد الغزالى (ت505ھ)، تحقيق عبد المعطى أمين قلعجى، بيروت: دار صادر، 2000م، ط1.

ـ أدب الدين والدنيا، أبى الحسن الماوَردى (ت450ھ)، تحقيق محمد كريم راجح بيروت: دار اقرأ، 1985م، ط4.

ـ تفسير البغوى، الإمام الحسين بن مسعود البغوى (ت516ھ)، بيروت: دار الكتب العلمية، 1993م، ط1.

ـ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، الإمام أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهانى (ت430ھ)، تحقيق مصطفى عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية، 1997م، ط1.

ـ سنن ابن ماجه، الإمام محمد بن يزيد ابن ماجه (ت275ھ)، تحقيق الشيخ خليل مأمون شيحا، بيروت: دار المعرفة، 2000م، ط2.

ـ سنن أبى داود، الإمام أبى داود السجستانى (ت275ھ)، تحقيق محمد عدنان بن ياسين درويش، بيروت: دار إحياء التراث العربى، 2001م، ط1.

ـ سنن الترمذى، الإمام أبو عيسى محمد بن عيسى (ت279ھ)، تحقيق صدقى محمد جميل العطار، بيروت: دار الفكر، 1994م، ط1.

ـ سنن الدارقطنى، الإمام الكبير على بن عمر الدارقطنى (ت385ھ)، ملتان: نشر السنة.

ـ سنن الكبرى، الإمام أحمد بن شعيب النسائى (ت303ھ)، تحقيق د.عبد الغفار وسيد كسروى حسن، بيروت: دار الكتب العلمية، 1991م، ط1.

ـ سنن الكبرى، الإمام أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقى (ت458ھ)، تحقيق محمد عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية، 2003م، ط3.

ـ سنن النسائى، أحمد بن شعيب النسائى (ت303ھ)، بيروت: دار الجيل.

ـ شعب الإيمان، الإمام أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقى (ت458ھ)، تحقيق محمد السعيد زغلول، بيروت: دار الكتب العلمية، 2000م، ط1.

ـ صحيح ابن خزيمة، الإمام محمد بن إسحاق بن خزيمة (ت311ھ)، تحقيق د.محمد مصطفى أعظمى، بيروت: المكتب الإسلامى، 1992م، ط2.

ـ صحيح البخارى بحاشية الإمام السندى، الإمام محمد بن إسماعيل البخارى (ت256ھ)، بيروت: دار الكتب العلمية، 1998م، ط1.

ـ صحيح مسلم، الإمام مسلم بن الحجاج(ت261ھ)، بيروت: دار ابن حزم، 1998م، ط1.

ـ العلل المتناهية فی الأحاديث الواهية، الإمام ابن الجوزی(ت597ھ)، تحقيق الشيخ خليل الميس، بيروت: دار الكتب العلمية، 2003م، ط2.

ـ فتح الباری شرح صحيح البخاری، الحافظ ابن حجر العسقلانی(ت852ھ)، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقی، بيروت: دار الكتب العلمية، 2004م، ط1.

ـ فردوس الأخبار بمأثور الخطاب المخرج علی كتاب الشهاب، الحافظ أبو شجاع شيرويه بن شهردار الديلمی(ت509ھ)، بيروت: دار الفكر، 1997م، ط1.

ـ الفقيه والمتفقه، أحمد بن علی أبو بكر الخطيب البغدادی(ت463ھ)، تحقيق عادل بن يوسف العزازی، السعودية: دار ابن جوزی، 1996م، ط1.

ـ كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث علی ألسنة الناس، الإمام إسماعيل بن محمد العجلونی(ت1162ھ)، تحقيق الشيخ محمد عبد العزيز الخالدی، بيروت: دار الكتب العلمية، 2001م.

ـ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الحافظ علی بن أبی بكر الهيثمی(ت807ھ)، تحقيق عبد الله محمد درويش، بيروت: دار الفكر، 2000م، ط1.

ـ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الملا علی القاری(ت1014ھ)، تحقيق صدقی محمد جميل العطار، بيروت: دار الفكر، 1994م، ط1.

ـ المستدرك علی الصحيحين، الإمام عبد الله الحاكم النيسابوری(ت405ھ)، بيروت: دار المعرفة، 1998م، ط1.

ـ المسند، الإمام أحمد بن حنبل(ت241ھ)، تحقيق صدقی جميل العطار، بيروت: دار الفكر، 1994م، ط2.

ـ المصنف فی الأحاديث والآثار، الإمام عبد الله بن أبی شيبة(ت235ھ)، تحقيق سعيد محمد اللحام، بيروت: دار الفكر، 1994م.

ـ المعجم الأوسط، الإمام سليمان بن أحمد الطبرانی(ت360ھ)، بيروت: دار الكتب العلمية، 1999م، ط1.

ـ ميزان الاعتدال فی نقد الرجال، الإمام محمد بن أحمد الذهبی(ت748ھ)، تحقيق صدقی جميل العطار، بيروت: دار الفكر، 1999م.

ـ نوادر الأصول فی أحاديث الرسول، الحكيم الترمذی(ت نحو320ھ)، بيروت: دار الجيل، تحقيق د.عبد الرحمن عميرة، 1992م، ط1.

مصنف کی دیگر کتابیں

☆...مافعل اللہ بک (حصہ اول)

☆...مافعل اللہ بک (حصہ دوم)

☆...مافعل اللہ بک (حصہ سوم)

☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ اول موضوع عقائد کی حکمتیں

☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ دوم موضوع پانچ نمازوں کی حکمتیں

☆...شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ

☆...شفیق المصباح شرح مراح الارواح

☆...شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ اول)

☆...شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ دوم)

☆...کیا حال ہے؟

☆...قرآنی سورتوں کے مضامین

☆...موت کے وقت

☆...امّتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

☆...صرف کے دلچسپ سوالات